قیمت چار روپے آٹھ آنے سالانہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مُبلغ اسلام

جلد (۸) بابت ماہ اگست ۱۹۲۲ء نمبر (۸)

فہرست مضامین

۱- شذرات - از مترجم ۳۳۷

۲- بنک کے سود کا اشاعت اسلام پر خرچ از قلم حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ۳۴۰

۳- اسلام کے متعلق مغرب کے خیالات ۳۶۸

۴- انگلستان میں عید الفطر از مولوی دوست محمد خان ایڈیٹر پیغام صلح ۳۷۲

۵- تعلیمات اسلام از قلم گلبرٹ ریڈ ۳۷۵

۶- الہام عالمگیر ہے یا قومی حدود کو تسلیم کرتا ہے از قلم شمس الدین شمس ۳۷۸

مسئلہ تقدیر اسکی اہمیت اور علت غائی از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۳۸۰

درخواست اشتہار و خریداری بنام مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) کُل خط و کتابت بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہئیے +

(۲) اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

(۳) اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں۔

(۴) خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں +

مینیجر

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد ۵ر مجلد ۱۰ر

توحید فی الاسلام بلا جلد ع ر " ۵ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قسم اول ع قسم دوم ۱۲ر مجلد ۵ر و ۳ر

ذرائع عالم کا مذہب ۸ر

اسلام اور علوم جدیدہ ۴ر

مطالعہ اسلام زیر طبع

باطنیات اسلام "

ضرورت الہام بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲ر

مکالمات ملیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۳ر

براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱۲ر مجلد ۲ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲ر مجلد ۲ر

اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت ۸ر مجلد ۱۴ر

خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲ر

سلک مروارید (دس لیکچروں کا مجموعہ) بلا جلد ۱۲ر مجلد ۱۴ر

سر افکار یا روحانیات فی الاسلام زیر طبع

ہستی باری تعالیٰ اسمیں عقائد ہمہ اوست پر بحث کی گئی ہے زیر طبع

مسیح کی الوہیت اور انکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴ر

مسلم مشنری کے دو لاثانی لیکچر حصہ اول ۱ر

تصنیفات حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی مع تفسیر

اسلام یعنی نوع بنی کا مذہب ۵ر

تفسیر سورۂ فاتحہ ۴ر

سیرۃ خیر البشر قیمت غیر مجلد ۱۰ر مجلد ۱۲ر

مقام حدیث " ۱ر " ۹ر

جمع قرآن قیمت ۱۲ر

النبوۃ فی الاسلام غیر مجلد ۲ر مجلد ۸ر

حدوث مادہ ۵ر

مسیح موعود ... ... مجلد ۲ر

آیت اللہ ۳ر

شناخت مامورین ۳ر

حقیقۃ المسیح ۲ر

احمد مجتبیٰ ۴ر

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

The Imam Delivering Eid-ul-Fitr Sermon (1340 A.H.).

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اگست ۱۹۲۲ء

جلد (۸) نمبر (۸)

شذرات

اِس سال عید الفطر کا مبارک دن مسجد ووکنگ میں نہایت شان وشوکت سے منایا گیا جس کا مفصل حال کسی دوسری جگہ ناظرین کے پیش نظر ہے +

خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدمتِ دین کیلئے جو آواز ہم نے بلند کی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ دو اور برادران اسلام راہ حق میں ہماری امداد کے لئے آ پہنچے ہیں مولوی عبدالمجید صاحب ایم۔ اے اسلام کی مشعلِ ہدایت کو جرمنی میں لے جائینگے اور میاں غلام عباس صاحب بی اے ووکنگ سٹاف کی تقویت کا باعث ہونگے۔ خداوند تعالیٰ اس نیک کام میں ان کا حامی وناصر ہو +

فلسطین میں مسلم اور عیسائی حکومت

آجکل جہاں اور بہت سے ضروری امور ہیں ان میں فلسطین کا سوال بھی بہت اہمیت رکھتا ہے جیسے مسلمان عیسائی اور یہودی یکساں بیت المقدس کا خطاب دیتے ہیں مقبرہ اور دیگر مقدس

مقامات کی وجہ سے مسلمانوں اور عیسائیوں کی نگاہوں میں اسکی بڑی قدرومنزلت ہے اسکو مسلمانوں سے دوبارہ فتح کرتے میں صلیبی جنگوں کی رُوح کو تازہ کرنا نہ صرف مذہبی تعصب کی وجہ سے کم نہیں ہے بلکہ یہ فعل مذہب اور سیاسیات کو ملادیتا ہے عیسائیت کے ظہور سے صدیوں پہلے سیریا اور مصر کی حکومتیں فلسطین کے لئے جنگ کرتی رہیں لیکن ہم اس ملک کی تاریخ کو عیسائیت کے عروج سے ہی سنینگے۔ ساتویں صدی سے نویں صدی تک یہ ملک کلیسیا اور عیسائیت کے زیر حکومت رہا۔ پادریوں اور راہبوں کی بہت سی جماعتیں یہاں آگئیں۔ اور انھوں نے اس ملک میں فساد برپا کردیا۔ انھوں نے یہاں لڑائی جھگڑے اور لوٹ مار شروع کردی۔ بعض نے پُرانی یادگاروں اور نشانات کو بیچ کر بہت سی دولت اکٹھی کرلی۔ زمانۂ سلف کے ان نشانات میں سے اکثر جعلی تھے۔ اس زمانہ کے مورخوں نے ان پادریوں کی اخلاقی پستی کے متعلق لکھا ہے۔ اس وقت فلسطین کی حکومت جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس کے باشندوں نے اسے بیت المقدس نہ رہنے دیا۔ ان لڑائی جھگڑوں سے ملک کی حالت نہایت ابتر ہوگئی تھی مسلمانوں نے جب یوروشلیم کو فتح کیا۔ تو اس وقت فلسطین میں بھی امن قائم ہؤا مسلمانوں کی حکومت نے جو نرمی اور رواداری پر مبنی تھی بہت سی خرابیوں کو دور کردیا عیسائیوں کو مقامات مقدسہ کے زیارت کرنے کی اجازت تھی۔ اور زائرین کی حفاظت بھی مسلمانوں ہی کے ذمہ تھی۔ اس کے بعد صلیبی جنگ شروع ہوگئے۔ اس مقدس شہر کو عیسائیوں نے فتح کیا۔ اور مسلمان مرد عورت اور بچے نہایت بیرحمی سے قتل کئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد سلطان صلاح الدین نے اس شہر کو پھر فتح کیا لیکن خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ عیسائیوں کے طرز عمل کا اس سے کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اس زمانہ سے موجودہ جنگ یورپ تک بیت المقدس پر مسلمانوں کا ہی قبضہ رہا مسلمان عیسائی اور یہودی سب اکٹھے نہایت آزادی سے رہتے تھے۔ اور ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہوتا تھا مکمل مذہبی آزادی قائم تھی۔ جب سے یہاں انگلستان کا قبضہ ہؤا ہے فوج میں زیادتی کرنے کی ضرورت پڑی۔ حالانکہ ترکوں کی حکومت میں جسے بدنام کیا جاتا ہے کبھی اتنی فوج کی ضرورت نہیں تھی

یہی غنیمت ہے کہ یہ مقدس شہر ابھی مغربی بد عادات یعنی سنیما تھیٹر۔ ناچ گھر و شراب کی دکانوں اور جوا خانوں سے پاک ہے۔ پرانے حالات اور آئندہ معاملات کی توقع سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ فلسطین عیسائی حکومت کی نسبت ترکوں کے ماتحت زیادہ خوشحال تھا۔ فلسطین پر جب سے انگلستان قابض ہوا ہے عرب اور یہودیوں میں آئے دن فساد ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ حکومت کی خرابی اور وعدہ خلافی ہے۔ ان معاملات سے ملک کی بہبودی پر برا اثر پڑیگا +

ایک نومسلم کا خط

مسٹر خالد شیلڈرک جو اپنے جوش اسلامی کے لحاظ سے نومسلمین انگلستان میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ ایڈیٹر پیغام صلح کے نام ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں:-

مسٹر ہل (اسلامی نام محمد) کے باپ کے لئے (جو بہت مخالف تھا) حضرت خواجہ صاحب کی خاص کشش کا موجب ہوئے ہیں۔ وہ بارہا آپ کا مہمان ہوا ہے۔ وہ سب کے سب عید کے دن ووکنگ میں آئے۔ اور حضرت خواجہ صاحب نے انہیں کہہ رکھا ہے کہ جس وقت وہ چاہیں وہاں بیشک آئیں +

محمد اور ان کی بیوی ہاجرہ دونو مخلص مسلمان ہیں۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اسکی بہن اور بہن کا منگیتر بھی مسلمان ہو جائیں گے +

مسٹر شارپ بھی (ایک اور نومسلم کا نام ہے جو مسٹر خالد شیلڈرک کی ہی تبلیغی کوشش کا نتیجہ ہے) ابھی تک کام میں مصروف ہے۔ اور دوسروں کو اسلام میں لانے کا دل سے متمنی +

میری بیوی کی بڑی بہن نے بھی قبول اسلام کا کھلا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے بھائی کی بھی عنقریب امید ہے +

لالہ (خواجہ نذیر احمد پسر حضرت خواجہ صاحب) ووکنگ میں بہت عمدہ کام کر رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے باپ کے لئے بہت بڑی امداد کا موجب ہے +

لارڈ ہیڈلے اور ڈاکٹر لیون ہر دو آتے اور ہمیں ملتے رہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نو مسلمین انگلستان اسلام کا کس قدر جوش اپنے اندر رکھتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں تک اسے پہنچانا اور انہیں مسلمان کرنا اپنا ضروری فرض خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمات اسلامی کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کو کہ آپ کا وجود بہت سی برکات کا موجب ہے صحت اور روز افزوں کامیابی عطا فرمائے۔

پ

مقتبس از پیغام صلح

بنک کے سود کا اشاعت اسلام پر خرچ

اشاعت اسلام کی تحریک میں میں نے جہاں ان امور کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ کس طرح پر مالی رنگ میں اس تحریک کی اعانت کر سکتے ہیں۔ یہ بھی لکھا تھا کہ جو لوگ صرف روپیہ کی حفاظت کیلئے اپنا روپیہ بینکوں میں جمع کراتے ہیں۔ وہ رقم سود کو بھی اشاعت اسلام کیلئے صرف کر سکتے ہیں۔ اس کے متعلق کئی جگہ سے میرے پاس یہ سوال آیا ہے کہ سود کے روپیہ کا جو حرام ہے اشاعت اسلام پر صرف کیونکر جائز ہے یہ چند سطور اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ہیں +

میرے نزدیک ان دونوں صورتوں میں فرق ہے یعنی ایک سود پر روپیہ دینا۔ دوسرے بنک میں روپیہ حفاظت کیلئے رکھوانا۔ صورت اول قطعاً ناجائز ہے۔ گو بعض علماء نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر اس میں غیر مسلموں کو سودی روپیہ دینے کا بھی جواز نکالا ہے مگر میرے نزدیک جو چیز اصولاً ممنوع ہے وہ دار الحرب میں بھی ممنوع ہے۔ دوسری صورت یعنی بنک میں روپیہ حفاظت کیلئے یا پس انداز کرنے کے لئے رکھوانا۔ اس سے بالکل الگ ہے۔ گو اس روپیہ پر بھی بموجب قوانین بنک کوئی رقم زائد ملجاتی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ صورت ثانی میں روپیہ رکھوانے کی نیت سود لینے کی نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ سود کی خاطر روپیہ بنک میں دیتا ہے

اور جب نیت سود لینے کی نہ ہو۔ یا کچھ زائد رقم لینے کی نہ ہو تو اگر قرضہ کے واپس کرنے میں بھی کوئی شخص قرضہ سے زائد کچھ رقم قرض دہندہ کو دیدے تو اس کا لے لینا جائز ہے بشرطیکہ تقرر رقم کا نہ ہوا ہو۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے کسی کو قرضہ واپس کیا تو کچھ زائد بھی ساتھ دیدیا۔ یہ صرف هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طور پر تھا۔ نہ قرضہ دینے والے کی نیت ایسی رقم لینے کی ہوتی ہے اور نہ قرضہ لینے والا اس کے دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی رقم مقرر ہوتی ہے۔ اب جو روپیہ بنک میں حفاظت کے لئے رکھوایا جاتا ہے اسے اس جائز صورت کے ساتھ ایک رنگ میں مشابہت حاصل ہے۔ اور ایک رنگ میں اختلاف ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ روپیہ رکھوانے والا جو یہاں قرضہ دینے والے کی جگہ ہے۔ سود لینے کی نیت سے روپیہ نہیں رکھواتا۔ اور اختلاف یہ ہے۔ کہ جیکے پاس روپیہ رکھا گیا ہے جو یہاں قرضہ لینے والے کی جگہ ہے وہ ایک رقم مقرر کرکے اسکے ادا کرنے کا اپنے آپ کو پابند کر دیتا ہے۔ اگر روپیہ رکھنے والا (یا قرضہ لینے والا) کسی رقم کے ادا کرنے کا پابند نہ کرتا۔ تو جو روپیہ وہ زائد از امانت یا قرضہ دیتا اس کا لے لینا اور اپنے مصرف میں لانا روپیہ رکھوانے والے یا قرضہ دینے والے کیلئے صاف طور پر جائز تھا لیکن اس اختلاف کی وجہ سے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اس زائد روپیہ کو اپنے مصرف میں لانا درست نہیں۔ ہاں اسے لیکر کسی خیراتی کام پر بالخصوص اشاعت اسلام پر صرف کر دینے میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی گناہ ہے۔ البتہ اگر وہ اسے اپنے مصرف لائے تو پھر یہ نہیں کہا جائیگا۔ کہ اسکی نیت سود لینے کی نہ تھی۔ بلکہ اس نے عملاً سود کا روپیہ اپنے مصرف میں لا کر بتا دیا کہ بنک میں روپیہ رکھوانا بغرض حفاظت نہ تھا۔ سود لینے کے لئے تھا۔ وہ امر جو بنک میں بطور حفاظت یا پس انداز روپیہ رکھوانے کو سود کی صورت سے الگ کرتا ہے صرف اسقدر ہے کہ روپیہ رکھوانے والے کی نیت سود لینے کی نہ ہو اور یہ نیت اس وقت تک رہ سکتی ہے کہ سود کی اپنی ذات پر مصرف کو وہ حرام سمجھے۔ اگر وہ ایسا کرے تو حکم الٰہی کی اس نے تعمیل کردی۔ اب جو روپیہ اسے بغیر نیت سود کے ملگیا ہے۔ اسے نیک کام پر صرف کر دینا کسی حکم شرعی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ ربا کی حقیقی تعریف میں اسوقت آئیگا جب سود لینے کی نیت ہو۔ یا اس نیت کا عملی ثبوت یہ ملجائے کہ

اس نے ایسا روپیہ لے کر اپنی ذات پر صرف کر لیا۔ دوسری صورت میں وہ ممنوع سُود کی تعریف میں نہیں آتا ❋

بعض دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ بنکوں میں روپیہ رکھتے ہیں وہ سود لینے کی نیت سے ہی رکھتے ہیں۔ اگرچہ میں مانتا ہوں کہ عام روپیہ رکھنے والوں کی یہی حالت ہے لیکن ایک مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے گردن جھکاتا ہے۔ اس کی طرف ایسا ارادہ کیوں منسوب کیا جائے جب وہ عملی طور پر حسابات کا ثبوت بھی دیدے کہ اس کی نیت سود لینے کی نہ تھی۔ اور واقعات شاہد ہیں کہ اس قسم کے ہزار ہا مسلمان ہیں۔ شاید کوئی دو تین سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا کم زیادہ میں نے خود پڑھا ہے کہ سود کی وہ رقم جو ڈاکخانہ سیونگ بنک سے مسلمانوں نے وصول نہیں کی پونے تین لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے ڈاکخانہ سیونگ بنک میں روپیہ محض حفاظت کے لئے جمع کرایا اور ان کی نیت سود لینے کی نہ تھی۔ میرے نزدیک یہ ان کی غلطی ہے کہ مسلمانوں کے فائدے کے لئے اس روپیہ کو صرف نہ ہونے دیا۔ اس غریب قوم کے لئے تین لاکھ روپیہ کی رقم کوئی تھوڑی سی چیز نہیں۔ اور یہ ابھی ڈاک خانہ کے سیونگ بنک کی رقم ہے۔ دوسرے بنکوں میں خدا جانے کتنی رقم اس قسم کی ہوتی ہوگی۔ ہاں اُن کا سُود کا روپیہ نہ لینا۔ جس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کے باہر نکال دیتا ہے۔ اسی طرح اس روپیہ کو اپنے مصرف میں نہ لاتا بلکہ کسی نیک کام پر صرف کر دینا بھی ان کی بریت کے لئے کافی ہے۔ ہاں اس صورت میں مسلمان قوم کے بہتیرے کام جو روپیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اُدھورے پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہ کچھ تکمیل کو پہنچ جاتے اور ان کے اس روپیہ کو نہ لینے کی صورت میں ممکن ہے کہ وہ روپیہ جیسا کہ مشہور ہے کسی عیسائی مشنری پروپگنڈا کی امداد میں صرف ہوتا ہو۔ اور یوں جو روپیہ اسلام کی قوت کا موجب ہو سکتا ہے۔ وہ اسلام کو نقصان پہنچانے کا موجب

بن رہا ہو - ان حالات میں میری یہی رائے ہے کہ اس روپیہ کو نہ لینے سے یہ بہتر ہے کہ اُسے لے کر اسلام کی قوت کا موجب بنایا جائے۔

حدیث سے ثابت ہے کہ جب قرآن کریم میں آیت غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ابی بن خلف کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ اگر اہل روم تین سال میں اہل فارس پر غالب نہ آئے تو وہ دس اونٹ ابی کو دیں گے اور اگر غالب آگئے تو اس سے دس اُونٹ لیں گے - ابھی حرمت قمار نازل نہ ہوئی تھی۔ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بضع کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے - اس لئے میعاد کو بڑھا کر نو سال کر دو - اور شرط دس اونٹ کی جگہ سو اونٹ کر دو - چنانچہ ایسا ہی ہوا - یہ پیشگوئی جنگ بدر کے دن پوری ہوئی - یعنی رومی اہل فارس پر غالب آئے - اور یہ نو سال کے اندر اندر ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے ابی کے ورثاء سے وہ سو اونٹ وصول کیا - چنانچہ ترمذی کی روایت یہی ہے - ان یما کان یوم بدر ظھرت الروم علی فارس فاخذ ابوبکر رضی اللہ عنہ الخطر من ورثۃ ابی وجاء بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ الصلوۃ والسلام تصدق بہ - یعنی حضرت ابوبکرؓ شرط کا سو اونٹ لے کر آنحضرت صلعم کے پاس آئے - تو آپ نے فرمایا کہ یہ صدقہ کر دو - اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا - ھذا السحت تصدق بہ - یہ مال حرام ہے اس کے ساتھ صدقہ کر دو - جس سے معلوم ہوا کہ مشتبہ مال کو صدقہ میں دیدینا جائز ہے - ہاں اس کا یہ منشاء نہیں کہ لوگ حرام کمائیں اور پھر اُسے صدقہ کریں - بلکہ صورت یہ تھی کہ شرط تو حرمت قمار سے پہلے ہو چکی تھی لیکن اس کی وصولی کا وقت حرمت قمار کے بعد تھا - تو آنحضرت صلعم نے اسے کفار سے لے کر مسلمانوں کی بہتری پر صرف کرا دیا - اگر نہ لیا جاتا تو وہی مال کفار کی قوت کا موجب ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تقویت کو بھی ایسے حالات میں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور اس بناء پر میں نے یہ لکھا ہے کہ ایسی صورتوں میں سود کا روپیہ جب نیت سود لینے کی نہ ہو بلکہ روپیہ کو محفوظ رکھنے کی ہو۔ لے کر اسلام کی تقویت پر خرچ کر دینا چاہیئے۔ ورنہ وہ مال بجائے اسلام کی قوت کے کفار کی قوت کا موجب ہو گا۔ اور یہی ثابت کر چکا ہوں کہ ایسا روپیہ سود اسی صورت میں بنے گا جب روپیہ رکھوانے والے کی نیت سود لینے کی ہو۔ وہ یا عملاً ایسے لے کر اپنے ذاتی مصرف میں لائے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر ایک شخص نے ناجائز کچھ کمایا ہو اور وہ توبہ کرے تو اس ناجائز کمائی کا خدا کی راہ میں صرف کر دینا جائز ہے +

ڈلہوزی
۷ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء

محمد علی

ضرورت الہام فی زمانہ تعلیمیافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہی حال یورپ میں طبقات کا ہے۔ برہمو سماج بھی اس مد میں آجاتے ہیں۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتلایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو سخت ضرورت ہے۔ اور الہامی مذہب آیا ہے۔ اور الہامی کتب میں سے صرف ایک قرآن ہی اس وقت الہامی کتاب کہلا سکتی ہے + قیمت ۸/

راز حیات یا انجیل عمل مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔ عملی زندگی کا فوٹو۔ عمل پیدا کرنیوالی کتاب اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کر کے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے۔ حجم ۲۸۸ صفحات قیمت فی جلد ۱۲/

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

بیاض صوفی

اس کے ایک دو نمبر ہمارے رسالہ میں نکلے ہیں اسلامک ریویو میں تو مسلسل اس مضمون پر لکھا جا رہا ہے۔ اور ہمیں یہ معلوم کر کے انتہا درجہ اطمینان ہوا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں ایک خاص قسم کی دلچسپی مذہبی دنیا میں پیدا کر دی ہے۔ خواجہ صاحب کی لمبی رہائش انگلستان نے کم از کم انہیں وہاں کی مذہبی دنیا کا ایک عمدہ بیاض بنا رکھا ہے۔ انگلستان میں اس وقت عیسائیت سے نفرت اور مذہبی شغف مختلف شکلوں میں ظاہر ہو رہا ہے لیکن سپر چولسٹ تحریک اسوقت مذہب مغربی دنیا کو بڑے زور سے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ ان کے اصول تو اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ بہت جلد مسلمان ہو جائیں۔ اور اب تک بھی انہیں سے بعض بہترین انسان مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں لیکن یہ لوگ آجکل ملاقات ارواح میں اس قدر مصروف ہو گئے ہیں کہ نہ صرف اصل مقصد مذہب سے ہی الگ ہو رہے ہیں۔ بلکہ یہی ایک شغل ان کا ہو رہا ہے اسباب کو سامنے رکھ کر اور ان کو اسلام کی طرف لانے کیلئے اسلامک ریویو میں سلسلہ شروع ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ مقصد ضائع ہوتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ لندن کا مشہور اخبار لائٹ جو اس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کُل کی کُل صوفی ڈائری کو اپنے صفحات میں نقل کرتا ہے۔ اور ہمارے احباب کی طرف اس نے اپنے قارئین کو خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔ کہ وہ صوفی ڈائری کو پڑھیں۔ اور جو کچھ وہ ملاقات ارواح یا ہمارے اشغال پر لکھ رہا ہے اس پر رائے قائم کریں +

روحوں کے پیغام

اب تک میں نے صرف اپنی خوابوں کا ذکر کیا ہے جنمیں دوسروں کے سایہ نے مجھے پیغام پہنچائے ہیں۔ ان خوابوں میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سایہ حقیقی انسان کو ظاہر کرتا ہے لیکن بعض خوابیں ایسی بھی آتی ہیں جنمیں خواب دیکھنے والا اپنا پیغام رسان خود بن جاتا ہے +

گذشتہ اشاعتوں میں میں نے ارادتاً وہی خوابیں لکھی ہیں جنمیں میری اس بیماری کے

کے متعلق یادویات بتائی گئی تھیں جو ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ آٹھ سال کے بعد میں اب خیال کرتا ہوں کہ مجھے قریباً صحت ہو چکی ہے۔ اس کا پہلا تجربہ مجھے فروری ۱۹۱۵ء میں ہوا اس وقت میرے مرض کی ابھی صحیح تشخیص نہیں ہوئی تھی۔ یہاں (انگلستان) اور ہندوستان کے ڈاکٹر صرف اسی قدر دریافت کر سکے کہ جگر اور معدہ میں کچھ نقص ہے۔ اسلئے علاج بیسود ثابت ہوا۔ ۱۰ فروری کی ایک شب کو ایک اور دو بجے صبح کے درمیان میں عبادت میں مشغول تھا اس وقت مجھ پر ایک وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ اور میں نے ایک بوتل اپنے ہاتھ میں دیکھی جو دودھ اور شہد سے پُر تھی۔ اور اسی کے ساتھ پوٹاسیم برومائیڈ کی چند ایک پڑیاں بھی دیکھیں جن کو میں شہد اور دودھ میں ملا کر پی گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہی مجھے معمولی صحت ہو گئی۔ میں نے سمجھ لیا اور یہ خواب میری بیماری کے علاج کے لئے دکھائی گئی ہے۔ اس کے بعد میں سوچنے لگا کہ برومائیڈ تو طبیعت کو کمزور کرتی ہے۔ اور شاید یہ دوا میرے اعصاب کو کمزور کر دے۔ میں نے اس امر کے متعلق دعا کی اور چند منٹوں کے بعد ہی ایک سفید ریش درویش میری جائے نماز پر آ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تمہارا خطرہ بجا ہے لیکن اس دوائی میں دودھ اور شہد برومائیڈ کے بداثرات کے خلاف تریاق کا کام دیتے ہیں۔ ۲ ماہ کے بعد میں گھر واپس آیا اور ڈاکٹروں سے اس خواب کی روشنی میں مرض کی تشخیص کیلئے درخواست کی۔ اس دفعہ میری بیماری کا راز آسانی سے کھل گیا اور جو دوا خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اس کے ذریعہ اصلی مرض کا علم ہو گیا۔ یہ خواب روحوں کی ملاقات خیالات سے اثر ڈالنے اور دیگر وجہ تصدیریوں کو دور کرنے کیلئے کافی ہے۔ خواب دیکھنے سے پہلے مجھے برومائیڈ کے خواص کا علم تھا لیکن مرض کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اور نہ ہی ڈاکٹروں نے اس طرف کوئی اشارہ کیا تھا۔ تو پھر کیونکر ایک دوائی کے خواص کا علم اس خواب کی وجہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مجھے علم ہوتا کہ دودھ اور شہد برومائیڈ کے بداثرات کے خلاف تریاق کام دیتے ہیں تو اس وقت ہی امر کے متعلق میری بےچینی کی کیا وجہ تھی کہ میں نے دعا کی اور اسکے جواب میں ایک سفید ریش درویش میری بےچینی دور کرنے کیلئے ظاہر ہوا۔ اس خواب کو ہم مادی وجوہات پر محمول نہیں کر سکتے۔ خواب میں مجھے جو درویش دکھائی دیا وہ کوئی روح ہو سکتی ہے لیکن خواب کا پہلا حصہ ظاہر کرتا ہے کہ میری دعا کے جواب میں جو پیغام آیا۔ وہ میرے ہی توسط سے نازل ہوا۔ میں نے اپنی دعائیں خدا کے حضور میں

کبیں اور کسی فرشتہ یا رُوح کی امداد طلب نہیں کی۔ ہم مسلم صوفی ایمان رکھتے ہیں کہ خدا سنتا اور بولتا ہے۔ اسکی صفات میں کبھی التوا نہیں ہوتا۔ اگر وہ پہلے زمانہ میں نبیوں اور بزرگوں سے ہمکلام ہوتا رہا ہے تو آج وہ کس طرح خاموش ہو سکتا ہے۔ اگر اس کا ایک بندہ نہایت عاجزی سے اپنے دل کا اظہار اس کے سامنے کرے۔ خداوند کریم تو مجسمہ محبت ہے۔ اس لئے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اسکی محبت ماں کی محبت سے بڑھ کر ہے +

اٹھارہ مہینے تک میں ایک ایسے مرض میں مبتلا رہا جس کے متعلق نہ مجھے کچھ علم تھا اور نہ ڈاکٹر ہی اسکی تشخیص کر سکے۔ میں بالکل بے بسی کی حالت میں تھا۔ اس وقت اگر نہایت عاجزی میں خدا کے سامنے حاضر ہو جاؤں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ مجھے شرف کلام نہ بخشے اس امر کے متعلق میں ان لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جو روحوں کی ملاقات اور انکی طرف سے پیغام حاصل کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں +

میں اپنے سپرچولسٹ دوستوں کی دیانتداری پر حرف نہیں لا سکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سے اعلےٰ مشاغل میں مصروف ہوں۔ عالم ارواح سے پیغام حاصل کرنا ممکن ہے۔ اور دوسری زندگی پر ایمان مضبوط کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ یہ ایمان اگر مادہ پرست مغرب میں پھیلجائے تو اس سے بے انتہا فائدہ ہو سکتا ہے لیکن میں اس کے متعلق یہاں کوئی رائے ظاہر نہیں کرونگا کہ آیا اس سے انسانی ترقی یا علم میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس اسکی بد استعمالی بہت سے خطرات کا موجب ہے کیونکہ ان باتوں سے لوگوں میں تجسس اور ضعف اعتقادی پیدا ہو جاتی ہے جس سے دھوکہ و فریب شروع ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے سادہ لوح انسان اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان پیغامات کا ایک بڑا حصہ جو ہمیں عالم ارواح سے پہنچا ہے اس نے درحقیقت ہمارے خزانہ علم میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ دوسری طرف اب اس علم کا مقابلہ کرو جو پیغمبروں کے ذریعہ خداوند تعالےٰ نے دنیا میں بھیجا۔ دس احکام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے کیا وہ تمام دیوانی اور اخلاقی قوانین کا سرچشمہ نہیں پھر اس علم کے خزانہ میں کنفیوشس کرشن بدھ سقراط اور حضرت مسیح نے کیسا عظیم الشان اضافہ کیا جس پیغام کو وہ خداوند کیطرف سے لائے گو

اپنی اصلی حالت میں ہم تک نہیں پہنچا لیکن اب بھی ہمیں بہت سے ایسے جواہر ریزے موجود ہیں۔ جو انسان کو راہ ہدایت دکھا سکتے ہیں۔ ایسا ہی ایک پیغام قرآن کریم کی شکل میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ اسمیں پہلے تمام پیغامات کو انسانی آمیزشوں سے پاک کر کے جمع کر دیا ہے یہ پیغام نہ صرف ہماری اعلےٰ استعدادوں اور کمزوریوں کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ ہمیں وہ راہیں بتاتا ہے جن پر چلکر ہم اپنی اعلےٰ استعدادوں کو نشوونما دے سکتے ہیں۔ اور کمزوریوں کا دفعیہ کر سکتے ہیں ایکطرف ہمارے سفلی جذبات ہمیں نہایت ہی ارزل مقام کی طرف لیجاتے ہیں۔ دوسری طرف اخلاقی اور رُوحانی پہلو سے ہم بلند سے بلند مقام پر پہنچنے کی استعداد رکھتے ہیں ہمیں ایک ایسے پیغام کی ضرورت ہے جو دنیا کی الجھنوں سے آزاد کر کے منزل مقصود کیطرف ہماری راہنمائی کرے۔ غلط علم جو دُنیا میں مختلف ذرائع سے پہنچا۔ وہ نہ صرف انسانی ترقی میں حائل ہوا بلکہ اس نے ہمارے اعلےٰ طاقتوں کو بھی شدید نقصان پہنچایا ہے ہمیں تو ایک سیدھے راستے کی ضرورت تھی۔ اور ہم دیکھتا ہوں کہ خدا کے آخری پیغام نے جو نبی کریم صلعم کے ذریعے نازل ہوا ہمیں یہ راستہ دکھا دیا۔ یہ پیغام پہلے انسان کے سفلی جذبات اور حرص وہوا کا ذکر کرتا ہے جو انسان کی روزانہ زندگی میں پیش آجاتے ہیں۔ یہ انسانی خواہشات کو دبانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ انکی تہذیب کر کے انہیں اخلاقیات بنا دیتا ہے۔ اور اس کے بعد رُوحانیات کے ارفع مقام تک پہنچا دیتا ہے الغرض قرآن کریم ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جو ہمارے ادنےٰ جذبات کو رُوحانیت کا بلند مرتبہ عطا کرتا ہے جس پر پہنچ کر ہماری بہت سی پوشیدہ طاقتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اور اندرونی قویٰ میں ایک جنبش پیدا ہوتی ہے۔ اگر آخرت پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس حقیقت پر بھی ایمان ہے کہ ہماری بہت سی استعدادیں دوسری زندگی میں ہی بار آور ہونگی تو اس کے لئے کیا ہمیں ایک ایسے پیغام کی ضرورت نہیں جو ہمیں ایسی اعلےٰ فصل کاٹنے کے قابل بنائے میں نے بہت سے ایسے پیغام پڑھے ہیں جو رُوحوں کے توسط سے حاصل کیئے گئے تھے لیکن انمیں سے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا ہوتا ہے جس سے کوئی سبق حاصل ہو سکے۔ بہت سے مجمع جو اسی غرض کے لئے ہوتے ہیں ان میں سے رُوحانی معمولوں کو بہت سے لوگوں تک پیغام دیتے سنا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ حاضرین میں سے کسی ایک کو کسی رُوح کو پھرتے دیکھتا ہو۔ بعض اوقات وہ اس رُوح کی شکل وشباہت رنگ اور

لباس کے متعلق بھی بتا دیتا ہے لیکن جو پیغام ملتا اس نے کبھی میرے علم میں اضافہ نہیں کیا
اگر اپنے مطالعہ کیلئے ہم عمدہ تصانیف کو منتخب کرلیں تو ہم راستی پر ہیں۔ کیونکہ اس
چند روزہ زندگی کو فضول کتابوں کے مطالعہ میں نہیں گنوا سکتے۔ کیا ہمارے لئے یہ بہتر نہوگا
کہ ان روحانی پیغامات کو چھوڑ کر اپنا تعلق خداوند تعالیٰ سے جوڑ رہا ہیں۔ اس سے نہ صرف ہمارے علم
میں مفید اضافہ ہوگا۔ بلکہ اس سے روح کی صفائی اور زندگی میں پاکیزگی پیدا ہوگی۔ ان مجالس
سے کیا حاصل ہو سکتا ہے جہاں بازاری گیت گائے جاتے ہیں۔ اور روحوں کے پیغام سنے جاتے ہیں
آخر میں میں پھر ان خوابوں کی طرف رجوع کرتا ہوں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ بات کو
نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ایسی خوابیں ہی خداوند تعالیٰ سے پیغام حاصل کرنے کا ایک ذریعہ
ہیں مختصر طور پر یہاں بیان کر دیتا ہوں کہ ایک دفعہ میں ایک مرض میں مبتلا ہو گیا جو دماغی
محنت کا نتیجہ تھا۔ ڈاکٹر اس مرض کی تشخیص نہ کر سکے اسلئے علاج بیسود ثابت ہوا۔ خواب
کے ذریعہ جو پیغام دیا گیا۔ اس نے نہ صرف بیماری کا علاج ہی بتا دیا بلکہ نہایت وضح طور سے
بیماری کی وجہ بھی ظاہر کر دی۔ اس علاج سے صحت ہو سکتی تھی لیکن مرض کی وجہ بھی بدستور تھی دوائی نے
فائدہ تو کیا لیکن مرض نے ایک نئی شکل اختیار کر لی۔ ایک ڈاکٹر کی طرح جو مرض کے مطابق
نسخہ تبدیل کرتا ہے۔ روحانی پیغام بھی اسی طرح وقتاً فوقتاً نئی دوائیاں ظاہر کرتا رہا۔
پہلے تو میرے ہی ذریعے پیغام نازل ہوا۔ دوسری دفعہ ایک سفید ریش درویش کے
توسط سے ظاہر ہوا اس کے بعد دو ڈاکٹروں کے ذریعہ جو میرے دوست ہیں۔ اور آخر
میں ایک انگریز بچے کی شکل میں دماغی کام کی زیادتی نے اکثر اوقات مجھے ناامیدی کی حالت
تک پہنچا دیا ہے۔ اور یہ پیغام جو میری صحت کیلئے دعاؤں کے جواب میں آئے جو میں نے خداوند کریم
کے حضور میں نہایت گریہ وزاری سے مانگی ہیں +

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ
سقراط۔ مسیح۔ حسین
مصنفہ شیخ منظور حسین صاحب قدوائی
تفصیل مضامین باب (۱) دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ باب (۲) سقراط
باب (۳) مسیح باب (۴) حسین باب (۵) دنیا پر شہادت کا اثر۔ کتاب نہایت
ہی قابل دید ہے۔ ہر سہ شہداء کی شہادت کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کر کے
پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر روشنی ڈالی ہے۔ قیمت ۸/
درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی لاہور آنی چاہئیں

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

مانچسٹر سے ہمارے ایکدوست نے مندرجہ ذیل سوال پر روشنی ڈالنے کیلئے کہا ہے "انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں درج ہے کہ اسلام کے ۷۵ فرقے ہیں آجکل ان میں سے کتنے باقی ہیں"۔

ہم اس غلط فہمی پر تعجب نہیں کرتے جس نے اسلام کے متعلق یہ خیال پیدا کر دیا ہے۔ کہ عیسائیت کی طرح اسمیں بھی وہی تفرقہ پایا جاتا ہے عیسائیت نے کلیسیا کے اختلاف میں نشوونما پائی ہے جو اپنی تاریخ کو اسلام میں پڑھنا چاہتا ہے۔ بدقسمتی سے مغربی کلیسیا کانسٹنٹائن کے تبدیل مذہب کے بعد حکومت کے ہاتھ میں ایک کٹ پتلی کی مانند کام کرتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے سلطنت میں اقتدار حاصل کر لیا وہ ہمیشہ اپنے پولیٹیکل مقاصد کی کامیابی کے لئے کلیسیا سے کام لیتے رہے ہیں۔ ہنری ہشتم نے انگلستان کو پاپائے روم کے جوے سے آزاد کرنا چاہا۔ یہ ایک پولیٹیکل چال تھی جس سے لوگوں کی روحانی ترقی ہرگز متصور نہ تھی۔ اسلئے یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ شیعہ اور سُنی کے پولیٹیکل اختلاف کو مذہبی اختلاف سمجھا جاتا ہے عیسائیت کے بیشمار فرقوں کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح اور آپ کی تعلیم کے متعلق صحیح علم بہت ہی کم ہے۔ حضرت مسیح کی زندگی بھی ایک راز پنہاں ہے۔ آپنے بلاشُبہ موسوی مذہب کی رسومات کے خلاف کہا لیکن اس کے عوض اور کوئی مذہب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح کی بجائے پولوس کو مغرب میں عیسائی مذہب کا بانی سمجھا جاتا ہے لیکن پولوس کی تعلیمات الہامی نہیں۔ اسلئے وقتاً فوقتاً کونسلوں میں مذہبی عقائد میں ترمیم ہوتی رہی کلیسیا میں بیشمار فرقے پیدا ہو جانے کا یہی سبب ہے یہ تمام فرقے اصول مذہب میں ایکدوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نہایت اہم مذہبی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ تمام پروٹسٹنٹ تثلیث پر ایمان نہیں رکھتے نہ وہ ایک مشترکہ بپتسمہ کو مانتے ہیں بعض کی رائے ہے کہ بپتسمہ بے ضرر پانی ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ تمام گناہ دھو ڈالتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بپتسمہ بچوں کو دینا چاہئے۔ باقی اس امر پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ صرف

بڑی عمر میں ہی دیا جا سکتا ہے - گناہوں کی مغفرت اور دیگر عقائد میں بھی بہت اختلاف رہے ہے +

اسلام ان امور سے مبرا ہے - قرآن کریم جو سرچشمہ اسلام ہے ہمیں اپنی اصلی اور پاکیزہ شکل میں پہنچا ہے - نبی کریم صلعم کے سوانح میں کبھی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا - ایک ایسا مذہب جس کی آسمانی کتاب انسانی دست اندازی اور الحاق سے پاک ہے - جس کی اصلیت پر کبھی دشمنوں نے بھی الزام نہیں لگایا - اور جس کی تعلیمات ایسی مکمل ہیں کہ زندگی کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرتی ہیں - اسمیں کبھی اصولی اختلاف پیدا نہیں ہو سکتا - مذہب کے تمام اصول قرآن کریم میں درج ہیں اسلئے اسلام ہر قسم کی بدعتوں اور الحاد سے بالاتر رہا ہے - مگر عیسائیت میں پانچ سو فرقے پیدا ہو گئے تو ہندو مذہب میں بھی اسقدر تفرقہ ہے کہ ہم اس مذہب کی کوئی ایسی تعریف ہی نہیں کر سکتے جو ان تمام پر حاوی ہو - دنیا کے تمام مذاہب کی یہی حالت ہوئی - اس کے برعکس اسلام زندگی کے بنیادی اصولوں کو بیان کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں - اور ہمیں زمانہ کے مطابق ترقی کرنے کے لئے ایک وسیع میدان دکھا دیتا ہے - یہ تمام باتیں نہایت واضح طور سے بیان کی گئی ہیں - اور یہی وجہ ہے کہ اسلام تفرقہ انگیزیوں سے پاک رہا ہے +

ہر ایک مسلم کیلئے اللہ پر فرشتوں الہامی کتب رسولوں روز آخرت پر اور زندگی بعد الموت پر ایمان لانا ہوتا ہے - اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازوں کو ماننا پڑتا ہے اسلام کے ان سات اصولوں پر در حقیقت ہر ایک انسانی سوسائٹی کی بنیاد ہوتی ہے - انسان جب وحشی حالت سے نکلکر سوسائٹی میں رہنے لگا تو اسے ایکدوسرے کے حقوق کی حفاظت کیلئے قانون کی ضرورت محسوس ہوئی - کیونکہ اس کے بغیر تو دو انسان بھی ملکر نہیں رہ سکتے - قانون بنانے اور اسے رائج کرنے کیلئے دنیا نے مندرجہ بالا سات اصولوں پر کسی نہ کسی رنگ میں عمل کیا ہے ان اصولوں پر بھی غور کر لیں جن پر ایک مہذب سوسائٹی کا قیام ہو سکتا ہے +

اسلام کے بنیادی اصول	انسانی سوسائٹی کے بنیادی اصول
(۱) اللہ جو تمام قوانین کا سرچشمہ ہے -	(۱) منبع قانون (بادشاہ یا کوئی اور پولیٹیکل نظام)
(۲) ملائکہ جو خداوند تعالیٰ کی رضا کا اظہار کرتے ہیں	(۲) عمال ان قانون

(۳) الہامی کتب — (۳) قانون

(۴) رسول — (۴) وہ لوگ جو پہلے قانون حاصل کرکے دوسروں تک پہنچاتے ہیں

(۵) روزِ حشر — (۵) عدالت

(۶) نیکی اور بدی کے اندازے — (۶) جرم کی ذمہ واری

(۷) بعث بعد الموت — (۷) جزا و سزا کیلئے حاضر ہونا۔

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہی قانون کا ایک ایسا منبع ہے جو قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ کو سرچشمہ قانون مان لیا جائے تو باقی تمام اصولوں پر ایمان لے آنا ایک قدرتی نتیجہ ہے۔ کیا یہ کہنا بیجا ہوگا کہ ہر ایک مہذب سوسائٹی جو قانون کو بمنزلہ روح کے سمجھتی ہے درحقیقت وہ اسلامی اصولوں پر ہی کاربند ہے۔ یہ ہیں اسلام کے سات اصول۔ اسلام قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کے مترادف ہے۔ اگر قانون کو مان لیا جائے تو باقی اصولوں پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے تمام اسلامی دنیا ان اصولوں پر ایمان لانے کے بعد قرآن کو تمام قوانین کا خزانہ سمجھتی ہے جو نبی کریم صلعم پر اور آپ سے پہلے نازل ہوئے۔ اور قرآن کریم کا ترجمہ اور تشریح آپ کی احادیث اور افعال کی روشنی میں کرتی ہے۔ اسلام میں قرآن و حدیث کے سوا اور کوئی سند نہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ میرا کلام خداوند تعالےٰ کے الفاظ کی تنسیخ نہیں کرسکتا لیکن خدا کے الفاظ میرے کلام کی تنسیخ کرسکتے ہیں۔ جب یہ الفاظ ایک مسلم کی رہنمائی کیلئے موجود ہیں۔ تو وہ اپنے مذہب کے لئے خدا اور اس کے رسول کے سوا کسی سے توقع نہیں رکھتا۔ اسلئے اسلام میں کلیسیا کی مانند نہ کوئی پادریوں کی جماعت ہے اور نہ کوئی انسانی وسیلہ اور کفارہ ہے۔ مجھے عملی زندگی کی رہنمائی اور مجموعہ قوانین کیلئے اللہ کی کتاب اور نبی اکرم صلعم کے اقوال کو دیکھنا ہے۔ ایک مسلم کی عملی زندگی کیلئے پانچ ارکان اسلام ہیں:-

(۱) کلمہ جو خداوند تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلعم کے رسول ہونے کا اقرار ہے (۲) نماز۔
(۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج ❖

یہ پانچ ارکان ہماری روزانہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ ایک انسان اسلامی طریق پر زندگی بسر کرسکتا ہے۔ بس اسلام کی یہی تعریف ہے ❖

شیعہ اور سنی کا آغاز

اسلام ہمیں آزادئی رائے اور اپنے لئے خود فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جس طرح انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں جمہوریت کو رائج کیا گیا ہے۔ مذہب میں بھی اسی کی تعلیم دی گئی ہے اسلام چند ایک قوانین بیان کرتا ہے جو قدرت کے قوانین کی طرح دنیا کے اخلاقی استحکام کا موجب ہیں قرآن کریم کی تعلیم میں انسان کی ہر ایک ضرورت کا دفعیہ موجود ہے۔ خداوند تعالیٰ نے انسان کو ادراک عطا فرمایا۔ تو اختلاف رائے اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ اسلام اختلاف رائے کی عزت کرتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا میرے پیروؤں میں اختلاف رائے ایک برکت ہے۔ نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد آپ کے جانشین بنانے کے سوال پر بہت اختلاف رائے کا ظہور ہوا۔ ابوبکرؓ پہلے خلیفہ بنے۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت علیؓ جو چوتھے خلیفہ تھے نبی کریم صلعم کے پیروؤں میں سے ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی جن کی رائے میں نبی کریم صلعم کے بعد حضرت علیؓ ہی خلافت کے حقدار تھے۔ یہ بنی اُمیہ کے سیاسی اختلافات سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ دونوں مختلف گروہ مذہب میں صرف قرآن اور نبی کریم صلعم کو سند مانتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں حضرت عمرؓ یا حضرت علیؓ کو ہرگز قرآن و حدیث پر ترجیح نہیں دیتے اختلاف رائے اور شخصی فیصلے کی عزت کا خیال اس حد تک اثر رکھتا ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آج مسلمانوں میں دونوں خلیفوں کے حقوق پر بحث ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے طرفدار سُنی کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے اپنے تئیں شیعہ کہتے ہیں۔ صرف اس اختلاف رائے کے سبب ان دونوں کو مختلف فرقے کہنا محض لاعلمی کا اظہار اور مذہبی معاملات میں تعلیم قرآنی کے متعلق غلط بیانی کرنا ہے۔

اب اسلامی علم قانون کا سوال باقی رہ جاتا ہے سنیوں میں چار بڑے امام ابو حنیفہ۔ شافعی۔ مالک اور احمد حنبل رضی اللہ عنہما گزرے ہیں جو علم قانون کے ماہر گنے جاتے ہیں۔ انھوں نے اس مضمون پر نہایت اعلے پایہ کی تصانیف کی ہیں۔ اور اپنے دلائل کی بنیاد قرآن و حدیث پر رکھی ہے ہر ایک مسلمان کا حق ہے کہ وہ ان چار اماموں میں سے کسی کی پیروی کرے یا معاملات کے متعلق حدیث کی روشنی میں خود فیصلہ کرلے۔ ان کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ اول الذکر جس امام کے پیرو ہوں ان کا وہی نام ہوتا ہے لیکن یہ امر کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ یہ تمام پیرو اسلامی اصولوں میں ایکدوسرے سے

اختلاف نہیں رکھتے۔ اس مضمون کا لکھنے والا عام ہندوستانیوں کی طرح حنفی المذہب ہے۔ اسیطرح دوسرے اماموں کے پیرو کچھ کم مسلمان نہیں سمجھے جاتے۔ اس اختلاف رائے کو جائز سمجھنے کے باوجود اسلام کی بنیاد ویسی ہی مستحکم رہتی ہے۔ فرقوں سے جو مراد عام طور پر لیجاتی ہے ان کی اجازت اسلام ہرگز نہیں دیتا کیونکہ جب کبھی کوئی مذہبی معاملہ درپیش ہوتا ہے تو تمام اسلامی دنیا کو اس کا فیصلہ قرآن کریم اور احادیث کے مطابق ہی کرنا پڑتا ہے۔ ان میں مذہب کی تشریح ایسی واضح طور سے گئی ہے کہ کسی کو بھی اختلاف کی گنجائش نہیں +

ہر ایک صدی میں مسلمانوں کے درمیان متقی باخدا اور عالم لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے خدمت اسلام کی بغرضانہ کوششوں کے سبب اپنے گرد شاگردوں کا ایک گروہ اکٹھا کرلیا۔ جو بعد میں انہی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ جیسے قادری۔ چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی اور موجودہ زمانہ کے احمدی۔ ان مجاہدین نے اسلام کو اپنی تصانیف سے مالا مال کردیا۔ لیکن انہوں نے کوئی بات ایسی نہیں لکھی جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو۔ بعض تاریخی واقعات جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ اور دیگر امور پر وہ ایکدوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ سب ایکدوسرے کی عزت کرتے ہیں کیونکہ اسلام کے اصول سب متفقہ طور پر مانتے ہیں۔ قرآن کریم نے تمام سوشل اخلاقی اور روحانی ضروریات کے متعلق ایسے صاف احکام صادر کردیتے ہیں کہ ان میں اختلاف رائے کا پیدا ہونا ممکن ہو ہے۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلعم کی زندگی جس میں طرح طرح کے انقلاب آئے ہمارے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتی ہے باقی تمام مذاہب میں یہ بات مفقود ہے۔ جہاں کہیں بھی جاؤ مسلم زندگی مسلم اخلاقیات مسلم سیاسیات اور مسلم نصب العین کو ایک ہی جیسا پاؤ گے +

مذہب میں اس اختلاف رائے کو جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جس کی اسلام حمایت کرتا ہے مختلف فرقوں سے تعبیر کرنا ایک ایسی غلطی ہے جو معاف نہیں کی جاسکتی۔ اب ہم اپنے دوست کے اس سوال پر غور کرتے ہیں۔ جو اس نے اسلام کے ۷۵ فرقوں کے متعلق انسائیکلوپیڈیا کا حوالہ دے کر کیا ہے۔ ایسی درحصل اسے نبی کریم صلعم کی ایک حدیث کے متعلق غلط فہمی لگی ہے جس میں مسلمانوں کے کئی ایک مدارج بیان کئے گئے ہیں۔ ایک دوسری حدیث بھی اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور ایمان کو ستر خوبیوں پر منقسم کرتی ہے۔ اسلئے ایک مسلم اسی حالت میں مکمل ہو سکتا ہے جب وہ ان تمام خوبیوں کو اپنے اندر رکھتا ہو

اس طرح وہ مسلمان کو کسی خاص قومی یا ملی امتیاز سے وہ مختلف طبقوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں کیا یہ ہماری روزانہ زندگی کے عین مطابق نہیں۔ انسانی کیرکٹر کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعض کمال کی حد تک پہنچ جاتے ہیں جب نبی کریم صلعم کے مطابق مکمل ایمان کے ستر اجزا ہیں تو مسلمانوں کے مدارج بھی اسقدر ہونے چاہئیں۔ اس سے مقصد تو صرف اتنا ہے کہ مکمل شخصیت پیدا کی جائے جس کی مثال نبی کریم صلعم اور صحابہؓ کی زندگی میں ملتی ہے۔ اور اس سے ہرگز اسلام کے ۷۵ فرقے مراد نہیں۔ یہ تشریح تو صرف اسلام کو عیسائیت سے مشابہت دینے کے لئے کیجاتی ہے قرآن کریم کے الفاظ جو ایک مسلم کیلئے واحد سند ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر یوں اشارہ کرتے ہیں۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلم لست مومنا اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے۔ اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں +

نیکی اور بدی

ما اصابک من حسنۃٍ فمن اللہ و ما اصابک من سیئۃٍ فمن نفسک

ترجمہ۔ اے انسان تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور تجھے کوئی نقصان پہنچے تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے +

آیت مندرجہ بالا میں قرآن کریم نہایت واضح طور پر نیک و بد کو ایک دوسرے سے تمیز کرتا ہے مثال کے طور پر ہم ایک نو تولد شدہ بچے کو لیتے ہیں یہ پاکیزگی اور معصومیت کا مظہر ہوتا ہے۔ دنیا میں آنے سے پہلے یہ کئی ایک تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ اسکی ماں کتنی تکالیف اُٹھاتی ہے۔ اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اسے دنیا میں لاتی ہے۔ خداوند تعالےٰ رحم میں بھی جنین کے لئے تمام سامان مہیا کر دیتا ہے۔ بچہ اپنی ماں سے جس محبت کا اظہار کرتا ہے وہ اسکی تمام تکالیف کا دفعیہ کر دیتی ہے نہ بچہ رنج پہنچاتا ہے۔ وہ دنیا کی مختلف اشیاء میں دلچسپی لینا ہے اسکی پاکیزہ روح تمام آلائشوں اور گناہوں سے پاک ہوتی ہے انسانی برائیوں کے علم سے جسقدر ممکن ہو سکے اُسے محفوظ رکھا جاتا ہے تا کہ دنیاوی غلاظتیں اس پودے کی ترقی میں حائل نہ ہو جائیں

قدرت کی تمام اشیاء بغیر کسی نقص کے مکمل صورت میں پیدا ہوئی ہیں۔ اسکی طرف قرآن کریم ذیل کے الفاظ میں اشارہ کرتا ہے ماتریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور ۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً وھو حسیر ترجمہ بھلا تجھ کو خدائے رحمٰن کی صنعت میں کوئی کسر دکھائی دیتی ہے دوبارہ نظر کر اور پھر دیکھ کہ تجھ کو کوئی نقص دکھائی دیتا ہے پھر بار بار نظر کر تیری نظر کھسیانی ہو کر تھکی ہاری تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی +

جس طرح قدرت کی تمام کائنات مکمل ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی خداوند تعالیٰ نے مکمل اور بے داغ بنایا۔ اگر انسان اس دنیا میں قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کرتا رہے۔ تو وہ پیغمبروں کی طرح ایک مکمل انسان ہوگا۔ جس نے اپنے نفس کی تہذیب میں توجہ نہیں کی۔ وہ دوسروں کو کیا تعلیم دے سکتا ہے۔ اگر ہم پہلے فرمانبرداری نہیں سیکھتے تو حکم دینے کے قابل کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہماری ہدایت کے لئے جو احکام دیئے گئے۔ اگر ان پر پوری طرح عمل کریں تو ہم مورد رحمت ہو سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہم اپنا تعلق خدا کے ساتھ قائم کر سکتے ہیں نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے اے انسان تو اگر میرے قوانین پر عمل کرتا رہیگا تو میری طرح ہو جائیگا۔ پھر جو کچھ تو کہے وہ ہو سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر اور ترقی ہو سکتی ہے۔ ایسے انسان کو اسی زندگی میں بہشت ملجاتا ہے۔ وہ ایک ایسی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے جس کے ہم سب خواہاں ہیں۔ یہ تمام باتیں اسلام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہیں جو رضائے الٰہی کی فرمانبرداری کا نام ہے اسلام صرف چند ایک عقائد اور رسوم کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ انسان کو عملی زندگی میں کمال تک پہنچا دیتا ہے ایک ایسا انسان ہمیشہ اپنے ہمجنسوں کی ترقی میں کوشاں رہتا ہے۔ وہ بدی اور گناہ کا ہر وقت مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ وہ تمام دنیاوی خواہشات سے بلند ہو کر خداوند تعالےٰ سے اپنا تعلق قائم کر لیتا ہے۔ اسکی زندگی سب کے لئے ایک نمونہ بن جاتی ہے۔ اور اسکی مثال ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ ہمارے پیغمبر نبی کریم صلعم کی ہستی بھی اسی قسم کی تھی +

مسلمانوں کی نظروں میں آپ کی قدر و منزلت اس حد تک ہے کہ وہ آپکے ہر ایک قول و فعل کو ایک بیش بہا خزانہ سمجھتے ہیں۔ آپ کے اخلاق اور اسوۂ حسنہ کا آج بھی ہی اثر ہے جو تیرہ سو برس

پہلے تھا جبکہ آپ عرب میں زندہ تھے آپ کی ایک تاریخی ہستی ہے! اور آپ کے متعلق کوئی بات ایسی نہیں جو پوشیدہ ہو +

اب ہم اس امر کیطرف غور کرتے ہیں کہ ہم کیوں پستی میں گر کر بدی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یہ کسی ایسے انسان کے گناہ کی وجہ سے نہیں جو چھ ہزار برس پہلے ہو گزرا ہے یا اس کا سبب ہمارے والدین کی برائیاں نہیں ہوسکتیں پھر ہمیں یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوسکتی ہے کہ خداوند تعالیٰ جو ہر طرح کامل ہے۔ اس نے گناہ ہماری فطرت میں رکھ دیا۔ اور یہ ہمارا پیدائشی ورثہ ہے۔ جب ہمارے ماحول کی تمام اشیاء خداوند تعالیٰ کی بزرگی کو ظاہر کر رہی ہیں تو ہمارا یہ کہنا کہ گناہ خدا کی طرف سے ہمیں ورثہ میں ملا ہے ہرگز قابل معافی نہیں ہوسکتا +

ایک بچہ بتدریج بڑھتا ہے۔ اور ہر روز وہ نیا علم حاصل کرتا رہتا ہے۔ آخر اسکو اس خود غرض اور مصائب سے بھری ہوئی دنیا کے ساتھ تعلق پڑتا ہے اپنے ماحول سے اثر پذیر ہو کر وہ لاعلمی کے سبب برائی کرتا ہے۔ ہم اسے گناہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کا نام غلطی رکھینگے لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس حالت پر پہنچ کر اگر وہ دیدہ و دانستہ برائی کا راستہ اختیار کر کے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو اسکی ذمہ داری اسی کی ذات پر عاید ہوتی ہے۔ کیا ہم اپنے اعمال سے خدا تعالیٰ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یا اسکی بزرگی میں کوئی کمی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان باتوں سے ہم اپنے ہی لئے نقصان کا موجب ہو جاتے ہیں خداوند تعالیٰ تو بے نیاز ہے۔ اور ہمارا تمام انحصار اسی پر ہے۔ اگر ہم اسکے راستہ سے الگ ہو جائیں تو اپنی تکلیف کے اسباب خود پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ برائی ہماری فطرت پر قابو پا کر خداوند تعالیٰ کی خوشنودی ہمیں دور کر دیتی ہے۔ ہماری خود پیدا کردہ مصائب کے درمیان کیا خداوند تعالیٰ اپنا دست شفقت ہمارے سر سے اٹھا لیتا ہے۔ اس کا در رحمت تو کبھی بند نہیں ہوتا۔ وہ نہایت رحیم ہے اور بارہا ہمیں اپنی کم فہمیوں کے نتائج سے بچا لیتا ہے اسلام کا خدا ظالم نہیں کہ ہماری خفیف سی خطا پر انتقام کیلئے تیار ہو جائے۔ اس کے برعکس وہ رازق اور پرورش کرنیوالا ہے اسکی محبت تمام بنی نوع انسان کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ان امور کا علم رکھتے ہوئے ہم اس کے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں خواہشات سے طبیعت میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس زندگی کی کوئی قیمت

نہیں جس میں جذبات اور خواہشات سے جنگ نہ کرنی پڑتی ہو - اور بُری خواہشات پر فتح حاصل نہ ہو۔ اسلئے زندگی کا ہر ایک فعل ہمارے حق میں یا ہمارے خلاف ایک شہادت ہے۔ اور یہی ہماری ترقی کا موجب ہے۔ ہم اپنے گناہوں کا بوجھ دوسرے کے کندھوں پر نہیں ڈالتے بلکہ اپنی جنگ خود لڑتے ہیں۔ اور اس جنگ میں فتحمند ہو کر نکلتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمارا رہنما اور مددگار ہے۔ اگر ہم اس کے رستہ پر قائم رہیں تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے +

اسلام

ذیل کا مضمون اس دلچسپ پرکا ترجمہ ہے جو کہ مسٹر جے ۔ ایف ۔ لڈن سماکن سنڈگیٹ نے ٹرنیڈا ڈ اوٹ سکول واقعہ ٹوکسٹن میں مورخہ ۲ ہجون ۱۹۱۵ء کو دیا ۔ مسٹر مذکور عیسائیوں کے فرقہ کوئیکر سے تعلق رکھتا ہے - اور ان صحیح الدماغ والے انگریزوں میں سے ہیں جو آزادانہ اور بلا کسی تعصب کے ایسے معاملات کی تحقیقات کرتے ہیں جو دوسروں کیلئے دلچسپی کا موجب ہوں۔ اور جب ان کو کسی امر کے متعلق یقین ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس پر قائم رہتے ہیں۔ یہ ایک خوشی کی بات ہے کہ اس قسم کے باشندوں کی انگلستان میں کمی نہیں +

اس لیکچر کی نسبت کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں گو مختصر ہے لیکن ایک غیر مسلم کو اسلام کے متعلق واقفیت دینے کیلئے اس میں ہر ایک معاملہ پر کافی واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ ایک زائد ثبوت اس بات کا بھی ہے جس کی طرف ہم بار بار ناظرین کرام کی توجہ مبذول کرتے رہتے ہیں یعنے اسلام کیلئے ضروری نہیں کہ وہ مغرب میں لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے ایک باضابطہ کمیٹی بنائے لیکن اگر ضرورت ہے۔ تو اس امر کی کہ ایک مغربی کے دل سے ان الزاموں اور بہتانوں کے اثر کو مٹایا جائے۔ جو اسلام کے بارے میں پیدا ہو چکے ہیں۔

ہماری بدقسمتی سے یورپ کو اسلام کے متعلق واقفیت ایسے ذرائع سے ملتی ہے جو نہ صرف صحیح واقعات میں آمیزش کر کے پیش کرتے ہیں بلکہ وہ باتیں بھی اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں جن سے یہ مذہب بالکل ناآشنا ہے۔ اسلام کو نقصان اس لئے نہیں پہنچا کہ اس کے مسائل اور اصولوں کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا۔ بلکہ اسلئے کہ اس کے معنے دیدہ دانستہ غلط بتلائے گئے ہیں۔ اور ان میں تصرف و تحریف بھی کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک صاحب ڈیلی نام لکھتا ہے کہ وہ لوگ جو کہ کتابوں کی کتابیں جھوٹی بنا سکتے ہیں۔ تاکہ اپنی مذہبی غرض کو

پورا کریں۔ ان سے کبھی یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس مذہب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں جو ہمیشہ ان کے منشٰ کے خلاف ہو اور اس سے انہیں از حد اندیشہ ہو +

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے احباب جو دل میں اسلام کا درد اور جوش رکھتے ہیں وہ اپنے مذہب کی صداقت اور خوبی کو غیر مسلم دنیا میں پہنچانے کے لئے ہر طرح ساعی اور کوشاں ہوں گے۔ مترجم

میرے دوستو! اسلام یعنے مسلمانوں کے مذہب پر میرا لیکچر ہے۔ میرے خیال میں مضمون اس قدر وسیع ہے کہ اس تھوڑے سے وقت میں جو میرے پاس ہے میں اُسے پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ لہذا آپ مجھے معاف کرینگے۔ اگر میں بیس منٹ کے مختصر سے لیکچر میں ایسی ہی باتیں آپ کے گوش گذار کروں جن سے وہ تمام بدظنیاں جو اسلام کے خلاف آپ لوگوں کے دلوں میں ہیں دُور ہو جائیں۔ اور سچائی اور صداقت پر روشنی پڑے۔ اور اسی طرح چھتیس کروڑ مسلمان مرد و زن کے ساتھ ہمدردی کا بیج بویا جائے۔

گوتم بدھ نے یہ بالکل صحیح کہا ہے کہ دنیا میں دُکھ اور تکلیف کا موجب جہالت اور لاعلمی ہے، خواہ وہ لاعلمی روحانی، اخلاقی یا دماغی ہو۔ اور یہی جہالت اور وہ بھی نہایت ذلیل قسم کی اس تباہی اور خرابی کی تہ میں ہے جو عیسائیت اور اسلام کے درمیان جھگڑوں اور تنازعوں سے پیدا ہوئی ہے تعصب اور ہٹ دھرمی اور اندھا جوش کسی بات کو سمجھنے کی بجائے تباہی کے سامان مہیا کرتا ہے اگر عیسائی اور مسلمان ہر دو اپنے اپنے پیغمبروں کی تعلیم پر چلنے کی کوشش کرتے۔ اور اپنے مذہب کی اصولوں پر قدم مارتے تو چھ سو سال تک صلیبی جنگ جاری نہ رہتی۔ اور بیس کروڑ جانیں جنگ۔ قحط اور وبا کی نذر نہ ہوتیں۔ میری مراد یہ ہے کہ اگر یہ لوگ سچے طور پر اپنے مذہب کے پیرو ہوتے تو چونکہ جناب مسیح امن کا شہزادہ ہے تو مسیحی اسکی خواہش کے مطابق امن کی زندگی بسر کرتے اور ان میں امن کی رُوح حلول کرتی۔ اور مسلمان حضرت محمد کے حکم کے مطابق قرآن کی اس آیت کی تعمیل کرتے کہ دین میں جبر نہیں (لا اکراہ فے الدین) اس آیت کو بھی دل میں رکھتے جنمیں لکھا ہے کہ کیا تم (محمد) لوگوں کو جبراً اپنے دین کی طرف لاؤ گے ایمان تو خدا ہی کی طرف سے آسکتا ہے۔

چونکہ یہ تعلیم آسان اور صاف ہے اس سے دونوں مذاہب ایکدوسرے کو مدد دے سکتے ہیں کیونکہ

آخرش دونوں کا مشترکہ مدعا انسان کی ترقی اور عروج ہی اور زمین پر امن اور آشتی کا قائم کرنا ہے اب میں چند ایک الفاظ کے معنے اور ان کی تعریف کرتا ہوں۔

اسلام میں گناہ کے پیدائشی ہونے کا پتہ نہیں ملتا

اسلام کے لغوی معنے ان آلہی قوانین کی متابعت کرنا ہے۔ جن پر چلکر انسان راستی اور تقوی کی منزل پر پہنچتا ہے کسی مسلمان کا یہ ایمان نہیں کہ گناہ پیدائشی ہی یعنے انسان کے ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔ بلکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ جب روح اپنے خالق کے پاس سے آتی ہے تو اس وقت وہ بالکل پاک اور صاف ہوتی ہی لیکن اُسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی راہ خود اختیار کرکے اس پر قدم مارے۔ اور پھر اسے اسکے عمل کے مطابق جزا و سزا ملتی ہی جو راہ خدا سے دور لیجاتی ہی اس کا نام بدی ہی اور اسے گناہ کہتے ہیں۔ یعنے مڑ کر سے پرے ہٹ جانا لیکن دوسری راہ جو انسان کو واپس خدا کی طرف لے آتی ہے وہ نیکی ہی جسے عربی میں توبہ کہتے ہیں یعنے واپس آنا۔

اسلام نے الحقیقت ان قوانین کا مجموعہ ہی جو کہ رسول عربی صلعم نے بتلائے اور انکے ساتھ وحدانیت خدا بھی شامل ہی۔ اور جو شخص ان دونوں باتوں کو تسلیم کرتا ہے وہ مسلمان ہے محمد صلعم مکہ میں ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے اور ۶۳۲ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور قرآن شریف آپ پر اترا جسمیں کہ اسلام کے اصول اور اسکی تعلیم درج ہی ہر ایک مسلمان قرآن شریف بار بار پڑھتا ہے۔ جسکے کہ آنکی تعلیم اس کے ذہن نشین ہو جاتی ہی۔ اور یہ بات میرے علم میں آئی ہے۔ کہ اس قسم کے مسلمان عام طور پر پائے جاتے ہیں جنہیں قرآن مجید زبانی بھی یاد ہے۔

خدا کے متعلق مسلمانوں کا اعتقاد

اسلام کا بڑا بھاری اصول خالق کو واحد جاننا اور اسکی طاقت و رحم اور اعلےٰ محبت پر ایمان رکھنا ہی۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفات واضح طور پر لکھی ہیں۔ جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں:-

القادر۔ سمیع۔ حکیم۔ رب العالمین

خالق السموات والارض۔ خالق الموت والحیات۔ مالک

یوم الدین - عظیم - رب العرش - قوی - کبیر - خالق
بدیع - حکیم - حق - سریع الحساب - ملک - قدوس
مومن - مہیمن - عزیز - جبار - قریب - مجیب - رحمان رحیم - غفور
قابل التوب عالم الغیب +

طہارت نماز سے پہلے ہر ایک مسلمان کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنے آپ کو پاک صاف کرے کیونکہ اسلام میں کوئی شخص خدا کے حضور عبادت کے لئے پیش نہیں ہو سکتا جب تک اس کا جسم ناپاک ہے - اور چونکہ ناپاک جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے - اسلئے ان اعضا کی طہارت (یعنے ہاتھ - پاؤں اور منہ) جو کہ بہت جلد ناپاک ہو سکتے ہیں عبادت سے پہلے ضروری خیال کیگئی ہے اس قاعدہ کے ساتھ مستثنیات بھی ہیں مثلاً ہر ایک مسلمان کے لئے حکم ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہونے سے پیشتر وضو کرے جس غرض کے لئے غسلخانے بھی مہیا کئے ہوئے ہیں لیکن جنگل و بیابان میں جہاں پانی دستیاب نہ ہو سکتا ہو وہاں صاف ریت سے ہاتھ اور منہ پر مسح کر لیا جاتا ہے +

نماز مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ دن میں پانچ وقت نماز پڑھیں - یعنے سورج سے پہلے بعد دوپہر - سہ پہر - شام اور رات کے وقت یہ ضروری نہیں کہ نماز مسجد ہی میں پڑھی جائے بلکہ ہر ایک جگہ اور کھلی ہوا میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے - اگر نماز کا وقت آجائے - کیونکہ خدا ہر ایک جگہ حاضر و ناظر ہے - اور سچی عبادت کرنے والا اُسے پا لیتا ہے -

دن میں پانچ دفعہ موذن مینار پر سے اللہ اکبر یعنے خدا بزرگ اور بڑا ہے چار دفعہ کہتا ہے پھر دو دفعہ اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں - پھر اشہد ان محمد الرسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں محمد اس کا رسول پیغمبر ہے) دو دفعہ - پھر حی علی الصلوۃ (نماز کی طرف آؤ) دو دفعہ پھر حی علی الفلاح (نیکی اور کامیابی کی طرف آؤ) دو بار اور پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر لا الہ الا اللہ پر ختم کرتا ہے نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ خدا کی حمد کے الفاظ اور کچھ درخواستیں بھی تی ہیں اور وہ اس قسم کی ہیں - کہ ہر ایک مذہب و ملت کا آدمی انمیں شامل ہو سکتا ہے حضرت محمد صلعم کا نام نماز میں بہت ہی آتا ہے - اگر آتا ہے - تو اسے خدا کی صفات میں شریک نہیں کیا جاتا

اوڑا سے خدائی درجہ دیا جاتا ہے۔ بلکہ دُعا کی جاتی ہے کہ اے خدا محمد صلعم پر جو تیرا بندہ ہے اپنے انعامات بھیج

اسلامی دُعا تمام نسل انسانی کی دعا ہے

جب مسلمان نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی راہ کیلئے التجا کرتا ہے یہاں سورۂ فاتحہ کو پڑھ کر سنانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ جو تمام اسلامی دنیا میں پانچوں نمازوں میں پڑھی جاتی ہے۔ آپ لوگ خواہ اسے اسلامی دعا ہی کہیں لیکن یہ ہماری تمام قوم کی دعا معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر بنی نوع کے دل سے اسی قسم کی دعا نکلتی ہے سورہ مذکور یوں شروع ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۰ الرحمن الرحیم ۰ مالک یوم الدین ۰ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۰ اھدنا الصراط المستقیم ۰ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۰

ترجمہ۔ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو پروردگار عالموں کا ہے (وہ) بخشش کرنیوالا مہربان (ہے) (اور) خداوند دن جزا کا (ہے) تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر اُن کے سوا ان کے کہ غضب کیا ہے تونے اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کی ٭

اسلام میں پادریوں کے عہدے نہیں

اگرچہ ہر ایک مسجد میں ایک ناظر یعنے امام ہوتا ہے جس کا فرض یہ ہے کہ وہ اس امر کا خیال رکھے کہ نمازیں وقت پر اور ٹھیک طرح ادا ہوتی ہیں لیکن وہاں کوئی ایسا پادری وغیرہ نہیں جو خداوند تعالیٰ اور انسان کے درمیان ایک قسم کا واسطہ ہو اور وہ تشفیع کا کام دے۔ اسلام ایک قسم کا جمہوری مذہب ہے اور اس کے متبعین کے درمیان قومیت اور رنگ کی تمیز نہیں۔ خدا کے نزدیک اعلیٰ و ادنےٰ امیر و غریب سیاہ۔ زرد اور سفید سب یکساں ہیں ٭

ممانعت شراب

اسلام میں لکھا ہے کہ شراب تمام بدیوں اور شرارتوں کی جڑھ ہے اور یہ کوئی مبالغہ نہیں کیونکہ ہمارے لندن کا ایک مجسٹریٹ خود لکھتا ہے کہ نوے فیصدی مقدمات شراب ہی کی وجہ سے دائر ہوتے ہیں۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ تمام مسلمان شراب کے خلاف حکم پر عمل پیرا

ہیں۔ تھوڑے سے ایسے بھی نظر آتے ہیں جو اس حکم کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو سزا کا موجب بنا رہے ہیں۔ گو آجکل اس حکم کو توڑنے کی سزا ایک طرح نہیں دی جاتی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ شراب کی سخت ممانعت ہی کی وجہ سے اسلامی دنیا میں وہ تباہی اور ذلت دکھائی نہیں دیتی جو کہ مغربی ممالک میں شراب کو بلا کسی روک ٹوک کے استعمال کرنے سے پیدا ہو رہی ہے +

اسی طرح مغربی لوگوں میں قمار بازی بھی ایک بڑی بھاری لعنت ہے۔ اور اس کے ذریعے بہت کچھ رنج و غم پیدا ہوتا ہے لیکن اسلام نے اسکی اور دیگر رمل وغیرہ کی بھی ممانعت کر دی +

اسلام پر الزامات اب آپ لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ گو یہ سب کچھ صحیح اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض کی صورت بھی نظر نہیں آتی لیکن ان سنگین اعتراضات کی نسبت اسلام کیا کہتا ہے جو اس پر کئے گئے ہیں۔ کیا ان کا کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کا پایہ نہایت ہی ادنےٰ ہے۔ وہ ایک حیوان کی طرح ہے اور اسمیں کوئی روح نہیں۔ اور مرد اس سے جس طرح چاہے سلوک کرے پھر کثیر الازدواجی کا مسئلہ اسمیں بتلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی شرمناک بات ہے کہ حضرت محمد صلعم اپنے پیروؤں کو اس کا حکم دیں۔ اور وہ بڑی آزادی اور بے باکی سے اس پر عمل کریں۔ پھر اس پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ مسئلہ کے پھیلانے میں بیرحمی سے کام لیا گیا ہے اور کسی قسم کی رواداری کو جائز نہیں سمجھا گیا۔ اور اسی کی وجہ سے مسلمان میدان ترقی میں پیچھے رہ گئے ہیں۔

ہمنے نہ صرف یہی اعتراضات سنے ہیں بلکہ اس قسم کے اور بھی بہت سے لیکن اکثر حالات میں فریق ثانی کا جواب سننے کے بغیر ہی فتویٰ صادر کر دیا گیا ہے۔

میں اب فریق ثانی کی طرف سے بحیثیت وکیل گفتگو کرنا چاہتا ہوں میں مشرقی نکتہ خیال سے جواب دونگا۔ اور بتلاؤنگا کہ ان اعتراضات کے جواب میں وہ لوگ کیا کہتے ہیں اور جو کچھ میں یہاں بیان کرونگا۔ اسکی تصدیق قرآن کی آیات سے کرتا جاؤنگا۔ اور مجھے امید واثق ہے کہ ان چند ہی منٹوں میں جو میرے لیکچر کے ختم ہونے میں باقی ہیں سب لوگ ان معاملات پر اپنے مشرقی بھائیوں کی عینک سے دیکھنے لگ جائیں گے +

عورت کی حیثیت اسلام میں

تھوڑے دن ہوئے ایک مجلس میں کسی نے کہا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عورت میں روح نہیں اور وہ بہشت میں بھی نہیں جا سکتی۔ جب تک کہ اس کا خاوند اسے ساتھ نہ لیجائے۔ یہ دونوں باتیں بالکل متضاد ہیں لیکن جیسا کہ میں نے سنا تھا ویسا ہی بیان کر دیا ہے۔ یہ بات بہت خطرناک لیکن چونکہ کسی کو اس مجلس میں اس بات کا صحیح علم نہ تھا۔ اسلئے سب نے اسے ایک مستند اسلامی مسئلہ قرار دیدیا۔ لیکن اب میں قرآن شریف کی تین آیتیں پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہو جائیگا کہ جو کچھ بھی اس معاملہ میں بیان کیا گیا تھا بالکل غلط تھا۔ گو اور بھی بہت سی آیات موجود ہیں۔ لیکن میری خیال میں یہی کافی ہونگی:۔

(۱) ومن عمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ترجمہ۔ جو نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے وہ بہشت میں داخل ہونگے (سورۃ ۴۔ آیت ۱۲۴)

(۲) من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ۔

ترجمہ جو کوئی نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ ایک پاکیزہ زندگی جلد حاصل کر لیگا۔

(۳) ایک اور آیت بھی ہے جو نہایت صفائی کے ساتھ مرد اور عورت دونوں کو اسکے نیک اعمال کے بدلے میں نعماء جنت کا وعدہ دیتی ہے۔ چنانچہ سیپارہ ۲۲ رکوع ۵ میں لکھا ہے کہ

ان المسلمین والمسلمٰت والمومنین والمومنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرات والخاشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصائمین والصٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرات اعد لھم مغفرۃ واجرًا عظیمًا ترجمہ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ اور قرآن پڑھنے والے مرد اور قرآن پڑھنے والی عورتیں اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں اور عاجزی کرنیوالے اور عاجزی کرنیوالیاں اور خیرات کرنیوالے اور خیرات دینے والیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور نگہبانی کرنیوالے اور نگہبانی کرنے والیاں اور

یاد کرنیوالے اللہ کو بہت اور یاد کرنیوالیاں طیار کیا ہے اللہ نے واسطے انکے بخشش اور ثواب بڑا

یہ آیات بالکل صاف ہیں اور خالی از دلچسپی نہیں کیونکہ میرے خیال میں یہ ان خوبیوں کو بتلاتی ہیں جنہیں اسلامی تعلیم کے مطابق خدا پسند کرتا ہے۔ یہ خوبیاں حسب ذیل ہیں:۔

خدا کی عبادت۔ اسکی رضا پر خوشنودی۔ راستبازی۔ تحمل۔ فروتنی۔ خیرات۔ روزہ۔ اور نیک چلنی +

نکاح یہ بات ہمیشہ مدنظر رہے کہ اسلام میں نکاح ایک معاہدہ دیوانی ہے جس کا اثر فریقین پر پڑتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک اس پر نہ چلے اور عہد شکنی کرے تو وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ کسی عورت کو اسکی مرضی کے خلاف نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اور نکاح کے وقت وہ اپنے خاوند کے ساتھ یہ شرط بھی کر سکتی ہے کہ جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے اس کا خاوند دوسری شادی نہ کرے لیکن اگر اس شرط کے بعد اگر وہ دوسری شادی کرلے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خاوند کے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ کسی ولی کو اختیار نہیں کہ کسی لڑکی کا بیاہ بغیر اسکی رضامندی کے کسی مرد کے ساتھ کردے۔ جب اس لڑکی کی شادی ہو جائے تو وہ اپنی جائداد پر قابض رہتی ہے۔ اور اسے اس جائداد سے فائدہ اٹھانے یا اُسے فروخت کرنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ہمارے ملک میں تھوڑے ہی عرصہ سے شادی شدہ مستورات کی جائداد کی بذریعہ قانون ایک حد تک حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے اسلامی قانون کے مطابق منکوحہ عورت جائداد پر قبضہ رکھنے یا اُسے فروخت کرنے کا ویسا ہی حق رکھتی ہے جیسا کہ نا کتخدا شدہ عورت اور انہیں اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی جائداد سے بھی حصہ ملتا ہے۔ اور بڑے بھائی یا کسی دیگر رشتہ دار کی وجہ سے اُسے محروم نہیں کیا جاتا۔ قرآن شریف میں حکم ہے

للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک۔ ترجمہ۔ واسطے مرد کے ہے مانند حصہ دو عورتوں کے۔ پس اگر ہوویں عورتیں زیادہ دو سے پس واسطے انکے ہے دو تہائی اس چیز کی کہ چھوڑ گیا۔

کثرت ازدواج یہ امر بخوبی ذہن نشین کر لیا جائے کہ کثیر الازدواجی کا اسلامی قانون

حکم نہیں دیتا یہ ایک قسم کا رواج ہے۔ اگر ایک سے زائد بیویوں کا رکھنا شرعاً لازمی قرار دیا گیا تو ہندوستان میں فی ہزار نوسو ننانویں مرد خارج از اسلام قرار دیئے جاتے کیونکہ وہاں ہزار میں سے بمشکل ایک شخص ایسا دکھائی دیگا۔ جس کے ہاں ایک سے زائد بیویاں ہوں لیکن یہ ایک صحیح اور امر واقع ہے کہ وہ نوسو ننانویں مرد بھی ایسے ہی مسلمان ہیں۔ جیسا کہ وہ ایک جس کی دو بیویاں ہیں۔

اسلام میں کثیر التعداد لیکن سمجھدار لوگوں کا صاف طور پر اعتقاد ہے کہ صرف ایک ہی بیوی رکھی جائے۔ لیکن وہ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بعض طبیعتیں آب وہوا اور دیگر حالات کے ماتحت اس اصول کو قائم نہیں رکھ سکتیں۔ لہٰذا ایسے مردوں کے حالات کو مد نظر رکھ کر ان کیلئے ایک سے زاید بیویوں کو نکاح میں لانے کی اجازت دیگئی ہے اور اُسے جائز سمجھا گیا ہے +

یہ معاملہ خالی از مشکلات نہیں لیکن مشرق میں اگر کوئی مرد ایک بیوی پر قانع نہیں اور جس کیلئے اس کے پاس وجوہات ہیں تو وہ دو بیویاں کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان کے ساتھ عدل و انصاف سے برتاؤ کرے۔ اس شرط کے ہوتے ہوئے ہر ایک شخص جو سر میں دماغ رکھتا ہے دیکھ سکتا ہے کہ اسلام میں در اصل کثیر الازدواجی کی ممانعت ہی ہے۔ ہاں قوم اور دوسری بیوی کی بہتری کیلئے ضروری خیال کیا گیا ہے۔ کہ آخر الذکر کو بھی بیوی کی سی حیثیت دیجائے۔ تاکہ جیسا کہ بدقسمتی سے مغرب میں دستور ہے وہ گلی کوچوں میں کسی مرد کا شکار شدہ اور خارج از قوم خیال نہ کیجائے +

اگرچہ کثرت ازدواج کو ہم پسند نہیں کرتے اور جمہور مسلمان بھی اسکی تائید میں نہیں۔ لیکن ہمیں ذرہ دیانت سے کام لیکر قوم کی اس خرابی کو سمجھنا چاہیئے جسکے انسداد کیلئے یہ مسئلہ جاری ہوا۔ پھر ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسکی وجہ سے اسلام نے بردہ فروشی کا قطعی انسداد کر دیا ہے جس کا کہ مغرب میں بہت کچھ رد نا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوگا۔ میں کثرت ازدواج کا حامی ہوں۔ میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اہل مشرق نے معاملہ کو جو مشرق اور مغرب کے مصلحین کے پیش نظر تھا کس طرح سمجھایا ہے +

اسلامی رواداری اب میں رواداری اور تلوار کے ذریعہ اشاعت اسلام کے متعلق چند ایک کلمات کہتا ہوں۔ اسلامی لڑائیاں سب مدافعتی تھیں۔ تمہیں خیال ہے کہ کہ اولوں نے کوشش کی کہ نئے مذہب کو جو مدینہ میں پیدا ہوا تھا مٹا دیا جائے۔ اسلئے اسلام نے اپنی

ہی مفاظت کیلئے تلوار اٹھائی۔ اور مکہ والوں کو مغلوب کیا۔ مگر لطف یہ ہے کہ مسلمانوں نے فتحیاب ہوتے پر بھی نہ تو کسی کا گھر لوٹا گیا۔ اور نہ کسی شخص کو تکلیف دی۔ اور ان لوگوں کا مال جو جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے گو فاتحوں کا مال سمجھا جاتا ہے لیکن ان کی بیوگان کو ان کے گذارہ کیلئے دیدیا گیا۔ بغیر اسکے کہ پیغمبر صلعم نے اسبارے میں لوگوں کو مجبور کیا ہو۔ اس قسم کی لڑائیاں گو بھائیوں کے درمیاں تھیں لیکن ذیل کی سند سے جو عیسائیوں کو عطا کی گئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول صلعم میں کس قدر رواداری تھی اور وہ اپنے قبیلہ ہی کی طرف مائل نہ تھے۔ چنانچہ سند میں حضرت محمد صلعم کے اپنے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے "نجران اور دیگر علاقوں کے عیسائیوں کو اس عہد نامہ کے ذریعہ پناہ دیجاتی ہے۔ اور خدا کا رسول ان سے وعدہ کرتا ہے کہ انکی جانیں اور ان کا مال اور ان کا مذہب محفوظ رہیگا۔ انکی مذہبی رسومات کی ادائیگی میں ہرگز کوئی دخل نہ دیا جائیگا کسی بشپ کو اسکے علاقہ سے الگ نہ کیا جائیگا۔ اور نہ کوئی راہب خانقاہ سے نکالا جائیگا کسی بت یا صلیب کو تباہ نہیں کیا جائیگا زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق خون بہانے کا کسی کو حق نہ ہوگا"۔

یہاں سرسری طور پر صلیبی جنگوں کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ یہ جنگیں محض زمانہ وسطیٰ کے پادریوں اور دیگر عیسائی زاہدوں کے ایما سے ہوئیں ان میں جو بری باتیں ہوئیں۔ انہیں بہتر ہے کہ ہم بھولجائیں لیکن جو اچھی باتیں معلوم ہوتی ہیں انہیں یاد رکھنا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا چنانچہ صلاح الدین نے جو اسلامی بہادری کا ایک پورا اور مکمل انتخاب تھا۔ اور جس کے نام سے تمام دنیا واقف ہے یروشلیم کے دوبارہ فتح کرنے پر ایک اعلےٰ درجہ کی جوانمردی اور کشادہ دلی کا ثبوت دیا جس کا نقش ہمیشہ دلوں پر رہیگا۔ اگر اس زمانہ کی روش کے مطابق وہ اپنے سپاہیوں کو اجازت دیدیتا کہ فتح کے بعد جو کچھ فائدہ وہ اٹھانا چاہیں تو وہ حق بجانب ہوتا لیکن ہمیں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تمام قیدیوں کو آزاد کردیا۔ اور انہیں خوراک اور روپیہ بھی دیا۔ اور انہیں پروانۂ راہداری دیکر رخصت کیا۔ کسی عورت کی بےعزتی نہیں کی گئی کسی بچے کو ایذا نہیں پہنچائی گئی۔ اور کسی شخص کو قتل نہیں کیا گیا۔

صلیبی جنگوں کے شرمناک نتائج کی تلافی اس قسم کے واقعات بہت حد تک کردیتے ہیں اور اس امر کے مقتضی ہیں کہ عیسائی اور مسلمان مذہب و قومیت کے امتیازات کو چھوڑ کر تبرئ

زمانہ پیدا کرنے کی ملکر کوشش کریں +

اسلام کے متعلق مغرب کے خیالات

مغرب میں ایک مسلمان بہت متعجب ہوتا ہے جب وہ لوگوں کو اپنے مذہب کے متعلق دریافت کرتے سنتا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ ایک مسلمان کن باتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اسلام کی نسبت جو حکایات وہاں مشہور ہیں اگر انہیں سنا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے کبھی اسلام کا مطالعہ نہیں کیا درحقیقت اس مذہب کے متعلق ایک مسلمان سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اول وہ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ مسلمان سورج کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ خیال مغرب میں بہت پھیلا ہوا ہے۔ پھر یہ کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پوجتے ہیں بت پرستی کرتے ہیں۔ اور بہت سی پوشیدہ رسومات بجالاتے ہیں۔ ہم پہلے ہی یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہم سورج یا دیگر اجرام فلکی کی ہرگز پرستش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وسخر لکم الیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لآیت لقوم یعقلون ترجمہ۔ اور اسی نے رات اور دن سورج اور چاند کو تمہارا تابع کر رکھا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم سے تمہارے تابع فرمان ہیں۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے ان چیزوں میں بہتری نشانیاں ہیں (سورۃ النحل رکوع ۱)

ومن ایٰتہ الیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ترجمہ۔ خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند بھی ہیں۔ نہ سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو اور اگر تم کو خدا کی عبادت کرنی ہے تو اللہ کو ہی سجدہ کرنا جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے (حٰم السجدۃ رکوع ۴)

ان احکام کے بعد کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم سورج کی پرستش کریں جب کہ خدا نے اسے ہمارے تابع کر دیا ہے۔ اور اسے ہماری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح تمام اجرام

فلکی ہماری ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ کیا ہم ایک ایسی بیجان چیز کی پرستش کر سکتے جو خداوند تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ ہمیں نہایت واضح طور سے بتاتا ہے کہ سورج چاند اور ستارے اسی کے حکم کے تابع کئے گئے ہیں۔ اور یہ ہرگز عبادت کے قابل نہیں بلکہ یہ تو مختلف مظاہر قدرت ہیں۔ قرآن کریم کے یہ الفاظ ان فی ذالک لآیت لقوم یعقلون ہمیں قدرت کی مختلف طاقتوں پر غور کرنے اور انہیں اپنے لئے مفید بنانے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ہمیں ان مظاہر قدرت کے متعلق تحقیق کرنے کو کہا گیا ہے لیکن کیا ہم سورج چاند اور ستاروں کو خدا مانتے ہوئے ان کے متعلق کوئی علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے خالق ہیں۔ اور ہماری زندگی کا دارومدار انہی پر ہے تو ہم ان کے متعلق کوئی علم حاصل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم یہ کہہ کر تمہارا خدا ایک اللہ ہے حقیقت کا اظہار کرتا ہے ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی نے یہ تمام اجرام فلکی پیدا کئے جو اس نظام کو قائم رکھتے ہیں۔ اور قانون الٰہی کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ ہم نبی کریم صلعم کی پرستش نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ بھی بت پرستی کے مترادف ہوگا۔ آپ ہماری طرح ایک انسان تھے بنی نوع انسان کے لئے آپکے ذریعہ ایک آخری الہام نازل ہوا۔ آپ کی پرستش کرنا گناہ ہے۔ یہود اور نصاریٰ کو بھی ایک ہی خدا کی پرستش کا حکم ہوا تھا جس خدا سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اس تعلیم نے خالق کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیرایا۔ اسی موضوع پر ہم انجیل سے بھی چند ایک حوالجات درج کرتے ہیں +

"سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے" (استثنا باب ۶ آیت ۴)

"میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں" (یسعیاہ باب ۴۵ آیت ۵)

یسوع نے جواب دیا کہ اول حکم یہ ہے۔ اے اسرائیل سن "خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" فقیہہ نے اس سے کہا "اے استاد کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی نہیں" (مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹ - ۳۲)

ان آیات سے ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ تمام انبیاء نے اسی عقیدے کی تعلیم دی۔ جیسے تیرہ سو برس ہوئے

نبی کریم صلعم نے عرب میں پھیلایا۔ حضرت موسیٰ نبی اسرائیل کے نبی تھے لیکن اس قوم نے کبھی حضرت موسیٰ کی پرستش نہیں کی اور وحدانیت پر قائم رہے۔ صرف عیسائی قوم نے اس معاملہ میں حضرت مسیح کو خدا بنا کر غلطی کھائی ہے۔ نبی کریم صلعم نے وحدانیت کے اصول کو پھر زندہ کیا۔ جس کی تعلیم حضرت مسیح اور تمام انبیاء دیتے رہے مسلمانوں نے کبھی کسی چیز کی اور وہ ہمیشہ وحدانیت پر قائم رہینگے۔ پھر ہمارے لئے اس چیز کے سامنے جھکنا اور اسکی پرستش کرنا کس قدر ناممکن ہے جسے ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اگر ہم کسی انسان کی پرستش کرتے تو البتہ اس کیلئے یہ بہانہ ہوسکتا تھا کہ اوائل میں اقوام اور سلطنتوں نے اپنے حاکموں کو الوہیت کا جامہ پہنایا لیکن وہ لوگ جو اپنی ہی بنائی ہوئی چیزوں سے امداد طلب کرتے ہیں وہ کوئی عذر پیش نہیں کرسکتے۔ قرآن کریم اسکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء۔ ترجمہ۔ اور خدا کے سوا جن بتوں کو یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے۔ بلکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں جنمیں جان نہیں (سورۃ النحل ع ۲)

بتوں سے امداد طلب کرنے کو ذیل کی آیات میں بھی بیہودہ ثابت کیا ہے۔ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ (ترجمہ) جو لوگ اس کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں وہ انکی کچھ نہیں سنتے جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔ تاکہ پانی اس کے منہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ اس کے منہ میں آنے والا نہیں۔ (سورۃ الرعد رکوع ۱)

ہمیں کہا جاتا ہے کہ مسلمان عجیب وغریب پُراسرار رسومات بجالاتے ہیں۔ مجھے مسلمان ہوئے گیارہ برس کا عرصہ ہوچکا ہے لیکن ابھی تک مجھے ان رسومات کا پتہ نہیں ملا۔ اسلام تو نہایت ہی سادہ مذہب ہے مگر جن لوگوں نے اسکی تعلیم کا مطالعہ نہیں کیا۔ وہی اس مذہب کو پُراز اسرار تصور کرتے ہیں۔ وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمہ۔ ترجمہ۔ ان کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ ہی کی بندگی کی نیت سے یک رُخ ہوکر اسکی عبادت کریں اور نماز پڑھیں۔ اور

زکوٰۃ دیں۔ اور یہی ٹھیک دین ہے (سورۃ البینۃ)

مذہب کا مقصد صرف چند ایک رسومات کا بجا لے آنا یا کچھ کلمات کا دہرانا ہی نہیں بلکہ قرآن کریم کے مطابق +

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علیٰ حبہٖ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ۚ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا ۚ والصٰبرین فی البأساء والضراء وحین البأس ۗ اولٰئک الذین صدقوا ۖ واولٰئک ھم المتقون ۔ ترجمہ۔ نیکی یہی نہیں کہ اپنا مُنہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ اصل نیکی تو انکی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور مال اللہ کی حُبّ پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی سے لوگوں کی گردنوں کو چھڑانے میں اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ اور جب اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگی اور تکلیف میں اور ہلاچلی کے وقت ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ ہیں جو سچے نکلے اور یہی پرہیزگار ہیں (البقرۃ ع ۲۱)

ہمیں تمام رسومات ظاہری اور تنگدلی سے روکا گیا ہے۔ ہمیں اشیاء کی تعلیم کا مطالعہ کرنے۔ غلاموں کو آزادی دلانے۔ دوسروں کی امداد صبر و توکل اور ہمدردی بنی نوع انسان کا سبق ملا ہے۔ اور یہی اسلام ہے +

لمعات انوار محمدیہ

رسول کریم صلعم کے پاک حالات آپ کے خلق عظیم کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو علمی ادبی تمدنی اخلاقی کی صلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں جناب خواجہ جمال الدین صاحب ایل ایل بی مسلم مشنری جناب مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی۔ و حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی و جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء و جناب محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب۔ و جناب ایس ایچ لیڈر مصنف و بزرگ و دیگر مشاہیر قوم کے گرانقدر مضامین ہیں جو نہایت قابل دید ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو مختلف حیثیتوں میں پیش کیا گیا ہے + قیمت ۶/

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

انگلستان میں عید الفطر

اتحاد اسلامی کا ایک شاندار نظارہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - تازہ ولائیتی ڈاک سے انگلستان کی عید الفطر کے جو حالات موصول ہوئے ہیں - وہ اس لحاظ سے کہ انگلستان میں یہ یوم سعید بہت سی خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہے اور اس وجہ سے کہ میں بچشم خود اس نظارہ کو جو اس دن دکھائی دیتا ہے - گذشتہ چار پانچ عیدوں میں دیکھ آیا ہوں - اس قابل ہیں کہ آپکے ناظرین کو ان سے آگاہ کر کے اس لطف و سرور میں شامل کیا جائے جو تمام بہی خواہان اسلام کو ایسے دلخوشکن حالات سے ہو سکتا ہے - امید ہے آپ ان کے متعلق ذیل کی چند سطور کو اپنے گرامی قدر صحیفہ میں درج فرما کر ممنون فرمائیں گے +

جس دن سے ووکنگ مشن کی بنیاد انگلستان میں پڑی ہے - اس کو سرزمین مادیت عیسویت پر اتحاد اسلامی کا ایک ایسا شاندار نظارہ سال میں دو دفعہ دیکھنے میں آتا ہے - کہ جس کی نظیر کعبۃ اللہ کے سوائے شاید کسی اور جگہ مشکل ہے - امسال بھی یہی نظارہ دیکھنے میں آیا - عید الفطر کی اطلاع حسب معمول شائع کر دی گئی تھی کہ ۸ مئی کو ہو گی - اور ووکنگ میں نماز پڑھی جائیگی - دس بجے لوگ آنے شروع ہوئے - اور ۱۱ بجے تک دو صد مسلمان اور پچاس کے قریب غیر مسلم وہاں موجود تھے - اس کے بعد بھی پچاس آدمی اور آ گئے - جو خطبہ کے وقت پہنچے - ان آنیوالوں میں ہندوستانی - عرب - مراکش - ایرانی - ترکی - مصری - افغان - فلسطین - حبشی - نائیجیریا - غرض دنیا کے تمام مختلف گوشوں کے مسلمان پائے جاتے تھے کہ کل اسلامی قوموں کے افراد اور اسلامی سلطنتوں یعنی ایران - ترکی - افغانستان اور عرب کے نمائندے موجود تھے - جو خدائے واحد کے سامنے ایکدوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر اس اتحاد اسلامی کا پتہ دے رہے تھے - جو حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے قائم کیا تھا +

یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں - یورپ کے اندر اس قسم کا نظارہ بہت ہی مؤثر ہوتا ہے - وہ لوگ جو قوموں اور ملکوں کے اختلاف کی وجہ سے ایکدوسرے سے اسقدر دشمنی اور عناد رکھتے ہیں - کہ انگریز

جرمن اور جرمن انگریزوں کے کھلے دشمن ہیں۔ بلکہ دوسری یورپین اقوام سے بھی صرف ملکی مصالح کی وجہ سے اتحاد یا عناد قائم ہے۔ حالانکہ ان کا مذہب اور ان کے معتقدات ایک ہیں۔ پھر وہ ملک جہاں ایک وطن اور ایک قوم کے لوگ بھی اپنے گرجاؤں میں اعلیٰ اور ادنےٰ طبقہ اور پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک وغیرہ کی تفریق ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ملکر عبادت نہیں کر سکتے ان لوگوں کے اندر اگر روئے زمین کی مختلف قوموں کے افراد محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ایک نظر آئیں۔ اور تمام فرقہ وغیرہ کے اختلافات کو پس پشت ڈالکر ایک خدا کے سامنے دوش بدوش کھڑے ہوں۔ آپس میں معانقہ کرکے اور ایک میز پر کھانا کھاکر اس اخوت اور برادرانہ محبت کا ثبوت دیں۔ جو اسلام نے ان کے اندر پیدا کی ہے۔ تو اس کا جو اثر وہاں پیدا ہو سکتا ہے ظاہر ہے یہی وجہ ہے کہ انگلستان کے اخبارات جب وہاں کی عید الفطر کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو روئے زمین کی ان مختلف قوموں کے نام بالخصوص نوٹ کرتے اور یہ بتاتے ہیں کہ ان سب قوموں کے افراد ایک ساتھ نماز میں شامل تھے۔ یہاں تک کہ وہ مساوات جو اسلامی نمازوں کی خصوصیت ہے ان کیلئے خاص دلچسپی اور اثر رکھتی ہے کسی گذشتہ عید کے موقعہ پر افریقہ کا والئے ریاست نماز میں شریک تھا۔ اس نے دوش بدوش مسجد کا باورچی کھڑا ہو گیا۔ اسکو اخبارات نے خاص طور پر نوٹ کیا علاوہ جب انگریز نومسلمین بھی شامل نماز ہوں۔ تو ایسی کیفیت کا لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے مشرق و مغرب۔ گورے اور کالے کا جو امتیاز اس وقت کی مہذب اقوام نے دنیا میں قائم کر رکھا ہے اسلام کے سایہ کے نیچے آکر وہ بکسر مٹ جاتا ہے۔ اور خدائے احد کے سامنے سب کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ اس کا تذکرہ انگلستان کے اخبارات یونہی معمولی طرز پر نہیں کرتے۔ بلکہ عنوان کے اندر لکھتے ہیں "کہ مشرق و مغرب ملگئے"۔ یہ اسی بات کا ایک کھلا ثبوت ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام میں اتحاد اگر قائم ہو سکتا ہے۔ آپس کی جنگوں اور کٹا چھٹنی کا انسداد اگر ممکن ہے تو وہ محض اسلام کے ذریعہ سے۔ کاش ہمارے ہندوستانی مسلمان اس سے سبق لیں۔ اور اس مذہب کو جو دنیا جہان سے جنگوں اور فسادات کو دور کرنے آیا آپس کے نزاعی اختلافات کی وجہ سے بغض و تعصب اور جنگ و جدال کا آلہ نہ بنائیں۔

غرض جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا عید کی اس نماز میں بھی حسب معمول دنیا کے تمام حصص اور

اقوام کے مسلمان تھے جسمیں انگریز نو مسلمین و نو مسلمات بھی موجود تھیں گویا اتحاد مساوات اسلامی کا ایک نہایت دلچسپ نظارہ تھا۔ نمایندے اور نامہ نگار بھی آئے ہوئے تھے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے نماز عید پڑھائی۔ اور بعد میں ہستیٔ باریتعالیٰ اور اسلام کی حقانیت پر ایک نہایت مؤثر و دلنشین اور فصیح و بلیغ خطبہ انگریزی زبان میں فرمایا:۔

جس کا اثر اخبار نویسوں پر بھی یہانتک ہؤا۔ کہ انھوں نے پہلی مرتبہ خطبہ عید سارا کا سارا اور بعض اخبار نے اس کا خلاصہ شائع کیا۔ خود بعض پادریوں اور پکے عیسائیوں نے اعتراف کیا کہ ثبوت باریتعالیٰ کا یہ بالکل نیا رنگ ہے۔ جو آج تک ہم نے نہیں دیکھا۔ نہ ایسے زبردست دلائل ہستیٔ باریتعالیٰ کے متعلق آج تک سُنے۔ خوشی کی بات ہے کہ یہ خطبہ عنقریب ایک بسیط کتاب کی شکل اختیار کرنیوالا ہے۔ اور اس طرح سے عامتہ الناس کیلئے موجب فوائد عظیم ہوگا۔ طالبانِ حق اور حامیانِ اسلام کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے مینیجر اسلامک ریویو ووکنگ (انگلستان) کو اس کے لئے درخواستیں بھیجدیں۔ تاکہ چھپنے پر انھیں اسکی کاپیاں بھیجدی جائیں خُطبۂ عید کے بعد تمام لوگوں نے آپس میں معانقہ کیا۔ اور پھر ایک نے ایکدوسرے سے اس برادرانہ محبت کا ثبوت دیا۔ تیسری دفعہ پھر اس اخوت کا ثبوت کھانے کی میز پر دیا گیا۔ جہاں ان سب اصحاب نے کسی چھوٹے بڑے امیر و غریب اور کالے اور گورے کے امتیاز کے بغیر ایک ہی میز پر کھانا کھایا۔ پلاؤ۔ کوفتہ۔ قلیہ۔ آلو۔ گوشت اور ایک انگریزی طرز کا میٹھا غرض جو کچھ میسر آسکتا تھا۔ ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے حاضرین کیخدمت میں پیش کیا گیا اور انھوں نے اس دعوت کو جو انگلستان جیسے ملک میں دعوتِ شیراز سے بڑھ کر تھی خوشی و رغبت کے ساتھ قبول کیا اور کھایا +

یہ سب کچھ مسجد ووکنگ کے باہر ایک وسیع باغ میں ہؤا۔ وہیں نمازیں وغیرہ پڑھی گئیں کیونکہ مسجد اتنی چھوٹی ہے۔ کہ اسمیں اس قدر آدمیوں کی گنجائش نہیں +

کھانے اور نماز ظہر کے تھوڑی دیر بعد سوا تین بجے دوسرا لیکچر ہؤا۔ کیونکہ اسوقت بہت سے غیر مسلم جنکی تعداد ایکسو سے زیادہ تھی۔ آگئے تھے۔ انکی خاطر یہ دوسرا لیکچر حضرت خواجہ صاحب نے دیا۔ یہ لیکچر مسجد میں اسلام کے "عالمگیر مذہب" ہونے پر دیا گیا لیکن تھوڑی ہی دیر کے

بعد مسجد میں اس کے لئے بھی گنجائش نہ رہی اور بہت سے لوگ اس سے محروم رہے +
لیکچر کے بعد تیسرے پہر کی چائے دیگئی جس کا دور چھ بجے تک چلتا رہا ۔
اس کے بعد بہت سے لوگ رخصت ہو گئے لیکن پھر بھی شام کے کھانے پر سو کے قریب
آدمی تھے جو سب کے سب مختلف ممالک کے مسلمان اور نومسلم انگریز تھے +

غرض عید کا یہ دن نہایت خوشیوں اور برکات کے ساتھ گذرا ۔ اور اسلام کی حقانیت کا نقش بہت سے دلوں پر بیٹھ گیا ۔ فالحمد اللہ علی ذالک ۔

اس کے ساتھ ہی یہ سننا موجب مسرت ہے کہ گذشتہ دو ماہ پانچ انگریز خواتین اور دو انگریز مرد حضرت خواجہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں استطاعت عطا فرمائے اور اسلام پر پوری طور پر کاربند ہونے کی توفیق دے آمین السلام

خاکسار ۔ دوست محمد خان ۔ ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

تعلیمات اسلام

یہ اس لیکچر کا ترجمہ ہے جو ڈاکٹر گلبرٹ ریڈ نے انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ میں دیا ۔

اسلام تمام بڑے مذاہب میں سے آخری مذہب ہے ۔ جس طرح کنفیوشس کا مذہب اور بدھ مت گذشتہ صدیوں کے عقائد بیان کرتے ہیں ۔ اسلام بھی عیسائی اور یہودی مذہب کے خیالات اپنے اندر لئے ہوئے تھے ۔ اور درحقیقت اسکی ابتدا تو آدم کے زمانہ سے ہے اسلئے اسکی تعلیمات پرانی بھی ہیں اور نئی بھی ۔ فتنہ اور بغاوت کے متعلق قرآن کریم نے صرف اتنا فرمایا ہے ۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربے وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی (ترجمہ) اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو امداد دینے کا اور بیحیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے (سورہ النحل ع ۱۲) حضرت نبی کریم صلعم ہر جمعہ کو یہ آیت پڑھا کرتے تھے آجکل بھی آپکے اس عمل کی پیروی ہوتی ہے ۔ یہ آیت بہت سے اسلامی اوصاف کا مجموعہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس پر اس قدر زور دیا گیا ہے ۔ انہیں تین امور کا حکم دیا ہے اور تین باتوں سے روکا ہے اور بغاوت سے منع فرمایا ہے ۔ یہ احکام مسلمانوں

کیلئے ہیں۔ اس لئے پہلے اس کے معنی یہ ہونگے کہ اسلامی سلطنتوں کے خلاف بغاوت کیجائے پھر اس کے وسیع مفہوم میں اسلامی اور غیر اسلامی ہر ایک سلطنت آجاتی ہے۔

اس آیت میں عدل احسان اور خیرات کی تلقین ہے جو اسکی اہمیت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ اسلام کی وسیع تعلیم کو پھر مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربك ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین ۰ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصٰبرین واصبر وما صبرك الا باللہ (ترجمہ) لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور ان کے ساتھ بحث بھی کرو۔ تو ایسے طریق پر کہ وہ لوگوں کے نزدیک بہت ہی پسند ہو۔ جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے اور وہ ان کے حال سے بھی بخوبی واقف ہے جو راہ راست پر ہیں۔ اگر مخالفین کے ساتھ سختی بھی کرو۔ تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو۔ اور اگر صبر کرو تو بہر حال صبر کرنیوالوں کے حق میں صبر بہتر ہے۔ اور خدا کی توفیق کے بدوں تم صبر کر ہی نہیں سکتے (النحل ع ۱۶)

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی بیجا نہ ہوگا کہ ایک کے سوائے قرآن کریم کی تمام سورتیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔ اسی قسم کے اور جملے ہیں۔ جنہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اسلام پہلے وحدانیت سکھاتا ہے۔ اور پھر خداوند تعالیٰ کے رحم پر زور دیتا ہے بدھ مت نے لوگوں کو رحم کی تلقین کی لیکن اسلام نے اس کو خداوند تعالیٰ کی ایک صفت قرار دیا یہ حقیقت کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ اگر قرآن کریم میں اور احکام نہ ہوتے۔ تو ہم یہی نتیجہ نکالتے کہ قرآن کریم نہ صرف بغاوت بلکہ جنگ کے بھی خلاف ہے لیکن بہت سے ایسے احکام موجود ہیں۔ جو جنگ کی اجازت دیتے ہیں۔ بدھ مذہب کی تعلیم میں یہ ممکن نہیں۔

نبی کریم صلعم نے انسانی سلطنتوں کے خلاف جنگ کرنے کی وہ اجازت نہیں دی جبقدر زور آپنے کفار کے خلاف صرف کیا ہے جو اللہ کی حکومت کی نافرمانی کرتے ہیں۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

وقٰتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظٰلمین + ترجمہ۔ جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہاں تک ان سے لڑو کہ فساد باقی نہ رہے ایک خدا کا حکم چلے۔ پھر اگر باز آجائیں تو ان پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ زیادتی تو ظالموں کے سوا کسی پر جائز نہیں +

شاید ان آیات کا صحیح مفہوم سمجھنے میں کچھ غلطی ہو اسلئے ہمیں اس زمانہ کے حالات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جسمیں نبی کریم صلعم رہتے تھے۔ عرب میں اس وقت مختلف قبائل تھے گو یہودی اور عیسائی اس ملک میں آباد ہو گئے تھے لیکن لوگ بت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے نبی کریم صلعم اوائل مذہبی پیشوا تھے۔ اسکے بعد عرب میں یکجہتی پیدا کرکے آپ سلطنت کے بانی اور حکمران ہو گئے۔ اس طرح مذہب اور سیاست آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ ساتھ ہی رہے۔ آپ کو کئی ایک غزوات کرنے پڑے۔ صحابہؓ کو موت سے کوئی خوف نہ تھا۔ کیونکہ وہ خدا کے راستہ میں سچائی کے لئے لڑتے تھے۔ اسلام نے جنگ کرنے پر چند ایک شرائط اور بندشیں عائد کردی ہیں۔ ایک جگہ یہ حکم ہے لا اکراہ فی الدین۔ اور دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ ان الذین امنو والذین ھادو والنصٰری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر و عمل فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (ترجمہ) بیشک مسلمان یہودی اور عیسائی اور صابی ان میں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے تو ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں ملیگا اور ان پر نہ خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہونگے (سورۃ البقرہ ع)

کیا جنگ کی ضروریات کیلئے خداوند تعالیٰ کے رحم میں کوئی فرق آسکتا ہے۔ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کو چاہئے کہ خداوند تعالیٰ کے رحم پر ایمان رکھیں تاکہ دنیا پر اسی کی حکومت ہو +

تعلیمات اسلام اپنے پیروؤں کو حکومت کا خیر خواہ اور وفادار بناتی ہے۔ اگر ایک حاکم رضائے الٰہی پر چلے اور انصاف کو مدنظر رکھ کر رحم سے الفت کرنے لگے تو اسکی مسلمان رعایا قانون کی پابند رہیگی۔ اور تمام مفسدوں اور بدامنی پیدا کرنیوالوں کے خلاف اس کے

ساتھ ہو گی لیکن اگر ایک حاکم بدی کی طرف مائل ہو جائے اور انکے ضمیر کو پامال کرنا شروع کرے تو وہ ہر ایک مسلمان کے تعاون کو کھو بیٹھے گا۔ نبی کریم صلعم کے پیرو نیک حکومت کے بڑے حامی ہوتے ہیں لیکن ایک بد حکومت کے سخت دشمن بھی ہو جاتے ہیں۔ پچاس برس پہلے کی نسبت آجکل ایک مسلم انقلاب بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بہتر ہے کہ مسلمانوں کی وفاداری سے امن کو قائم رکھا جائے +

الہام عالمگیر ہے
یا
قومی حدود کو تسلیم کرتا ہے

(از قلم شمس الدین شمس نومسلم)

کئی صدیوں سے مغربی دنیا عیسائیت کی مقدس کتاب کا مطالعہ اور پیروی کرتی رہی ہے اور یہی انکی تعلیم کا منبع ہے۔ جب لفظ نبی بولا جاتا ہے تو دماغ میں حضرت مسیح کا تصور آجاتا ہے جن پر الہام نازل ہوا۔ جو انبیاء کے پاک گروہ میں سے ایک انسان تھے۔ ہمارے سامنے جو سوال ہے وہ یہی ہے کہ کیا خداوند تو نے صرف یہود پر ہی الہام نازل کیا۔ اور باقی تمام دنیا کو اس سے محروم رکھا۔ کتاب پیدائش کے الفاظ (خدانے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ نر و مادہ ان کو پیدا کیا") پر غور کرنیسے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اصول ارتقا کے ماتحت جب خداوند تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تو لازماً وہ ہدایت کیلئے کسی برتر ہستی کا متمنی ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے تمام دنیا کو پیدا کیا۔ اور انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ہوا روشنی اور گرمی پیدا کردی۔ اور زراعت کیلئے بارش کو برسایا۔ اس نے انسان کو اس طریق پر بنایا کہ اس کے جسم کے تمام اعضا مختلف افعال کو انجام دیتے ہیں اور سب انسانوں کو ایک قسم کی طاقتیں اور قوی عنایت کئے۔ ایک انسان جو دنیا کے کسی خاص حصے میں پیدا ہوتا ہے۔ کیا وہ دوسرے انسان سے جس کا تعلق کسی اور حصہ سے ہے کم قابلیت رکھتا ہے نسل

کے لحاظ سے کیا ایک انسان دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ہم سب کو ترقی کیلئے یکساں موقع دیا ہے۔ اور سب کو ایک ہی نسل سے پیدا کیا۔ اگر ہم خدا سے ہمکلام ہونا چاہتے ہیں تو کیا وہ کسی خاص طریق یا رسوم بجالانے یا کسی انسان کے وسیلے سے ہمارے زیادہ قریب ہو جاتا ہے وہ تو ہر جگہ موجود ہے اور ہم ہر وقت اسکی قربت حاصل کر سکتے ہیں کائنات قدرت کیطرف دیکھو اسکا عکس تو ہر جگہ نظر آئیگا۔

اب ہم یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ہر جگہ انسان سے کلام کرتا ہے۔ انجیل میں یہودی قوم کی تاریخ درج ہے جس سے اس قوم میں خود بینی کا مادہ پایا جاتا ہے عبرانی قوم کا خدا انہیں حکم دیتا کہ تمام باقی لوگوں کو مار ڈالو جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی پرستش کسی دوسرے طریق سے کرتے ہیں اور یہودی مذہب کے قائل نہیں تمام انبیاء بنی اسرائیل میں ہی مبعوث ہوئے۔ جو تمام دیگر اقوام کو فتح کرینگے۔ تاکہ وہ یہودی مذہب کو قبول کرلیں۔ حضرت مسیح بھی یہودی تھے لیکن آپ نے اس قوم کا پاس کرتے ہوئے دوسری قوم کو کتوں کا خطاب دیا۔ انجیل کو چھوڑ کر چین، فارس یونان اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں کی طرف غور کرو۔ کیا یہ سب خداوند تعالیٰ کے احاطۂ ربوبیت سے باہر ہیں۔ تو پھر یہودی کس طرح خداوند تعالیٰ کی برگزیدہ قوم بنگئے۔ اور باقی اقوام کو اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا۔ کیا یہ فعل ایک رحم کرنیوالے خداوند کا ہوسکتا ہے ہمیں تعصب اور طرفداری کو چھوڑ کر واقعات کو صحیح روشنی میں پڑھنا چاہئے۔ ہندوستان میں خداوند تعالےٰ نے ہادی اور پیغمبر بھیجے جو لوگوں کو سچائی کی راہ بتاتے رہے۔ بدھ اور کرشن مہاراج نے بھی خداوند تعالےٰ سے ہی الہام پاکر اپنے عقائد بیان کئے۔ جن کی پیروی آج لاکھوں انسان کررہے ہیں۔ فارس میں زرتشت جیسا شخص پیدا ہوا جس کی تعلیمات نے دانیال نبی کو متاثر کیا۔ ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ تھا۔ چین بھی ان بزرگ ہستیوں سے خالی نہ رہا کنفیوشس کی اخلاقیات نئے عہد نامہ سے کم نہیں۔ صرف یہودی قوم میں ہم الہام کو مان کر ہم بنی نوع انسان کو اس سے خارج نہیں کرسکتے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ نے اسکے کسی حصہ کو بھی ہدایت سے محروم نہیں رکھا۔ قرآن کریم کی طرف توجہ کرو تو وہاں یہ تعلیم دیگئی ہے۔ قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم

ترجمہ ۔ کہو کہ اللہ پر ایمان لائے ۔ اور جو کتاب ہم پر اتری ہے اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے ان پر اور موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو جو کتابیں ان کے پروردگار کی طرف سے عنایت ہوئیں ان پر تو انمیں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے

یہ مذہب ہے جسمیں کوئی تعصب نہیں جو تمام پیغمبروں کے الہامات پر یکساں ایمان لانا سکھاتا ہے ہمیں کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ آج الہام کا سلسلہ بند ہے ۔ ہمیں نبی کریم صلعم نے وعدہ دیا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر ایک صدی پر ایک ایسا شخص بھیجتا رہیگا جو اس کے دین کو تازہ رکھیگا اسلام ہماری نظر میں وسعت پیدا کر دیتا ہے ۔ کیونکہ اسکی تعلیم تو یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کسی قوم کو بھی ظلمت میں نہیں رکھا ۔ اور وہ کسی خاص قوم کا خدا نہیں ۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کا رب ہے ۔ روزانہ زندگی میں رعایت اور جانبداری کو ہم بہت ہی برا سمجھتے ۔ تو پھر خدا کو اسی الزام کے نیچے کیوں لانا چاہتے ہیں ۔

آؤ ہم اسلام کی طرف اپنی توجہ کر کے اللہ کی پرستش کریں ۔ جو رب العالمین ہے اور سب کو ہدایت دینے والا ہے ۔ اور اب بھی اسی طرح انسان سے ہمکلام ہوتا ہے جیسے پہلے وہ سینا فلسطین اور چین اور عرب کی پاک زمین میں ہوا ؛

مسئلۂ تقدیر اور اسکی اہمیت اور علت غائی

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایل ایم ایس

اسلام میں جو مسئلہ تقدیر ہے اسکی نسبت جسقدر غلط فہمی بالعموم پھیلی ہوئی ہے ۔ شاید اسقدر غلط فہمی کسی مسئلہ کی نسبت نہیں لگی ہوگی ۔ کچھ نوشت اور کاہل اور اپنی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنے والے لوگوں نے اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کا بوجھ خدا کے ذمہ ڈال کر اور خود تمسخرہ او بیخطا بن کر تقدیر کو بدنام کیا اور کچھ پادریوں نے جو اسلام کو بدنام کرتے کیلئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں ۔ اسی قسم کے لوگوں سے تقدیر کا رونا سنکر بات کا بتنگڑ بنا کر خوب خاک اڑائی اور یورپ میں جہاں اسلام کے متعلق سینکڑوں بہتان اور اعتراض تراشے وہاں مسئلہ تقدیر کا بھی ایک بہت برا

نقشہ دکھایا۔ یورپین لوگ جو مذہب کے معاملہ میں تحقیق کرنا بہت کم جانتے ہیں ہمارا کسمٹ "ہمارا کسمٹ" کہہ کہ مذاق اڑانے لگے جس سے ہمارے نوتعلیمیافتہ بغیر اپنے مذہب پر تدبر اور خوض کئے ہوئے اس مسئلہ سے ایسے بھڑتے۔ کہ جہاں تقدیر کا نام آیا۔ اور ان کا چہرہ متغیر ہو گیا بس اس مسئلہ کے متعلق وہ کچھ سُننا چاہتے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ اسے بالکل پادر ہوا اور بے اصل سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر سچائی اور حقیقت اور واقعات کو ماننا ہر ایک انسان کا فرض ہے تو تو پھر مسئلہ تقدیر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس پر ایمان لانے کے بغیر ترقیات کے انتہائی منزل مقصود کو انسان نہیں پا سکتا۔ یہ میرا محض دعویٰ اور خوش عقیدگی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس کو میں یہاں مختصراً ذکر کرتا ہوں۔ اور قرآن کریم سے اس مسئلہ کی اہمیت اور علت غائی کو دکھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق +

(۱) الذی ...... خلق کل شئ فقدرہ تقدیرا (سورہ لقمان) خدا وہی جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا ایک مناسب اندازہ ٹھیرا دیا +

اس آیت میں دو چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر دلیل ٹھیرایا ہے۔ ایک خلق۔ دوسری تقدیر۔ جس طرح مخلوق اپنے خالق یا علت اول پر ایک دلیل واضح ہے۔ اسی طرح ایک خاص اندازہ کے ساتھ چند قوانین کے ماتحت اس کا پیدا ہونا اور اپنا کام کرکے اور علت غائی کو حاصل کرکے فنا فنا ہو جانا ایک ارادہ اور مشیت کا پتہ دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جس نے ہر چیز کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اور اسے چند قوانین میں جکڑ بند کیا ہے جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتی۔ اور ان قوانین کی فرمانبرداری میں وہ عمل کرکے اپنی پیدائش کی علت غائی کو حاصل کرتی اور اپنے فرض کو ادا کرکے وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اس کا نام تقدیر قرآن نے رکھا ہے کیونکہ ہر چیز ایک اندازہ پر دنیا میں موجود ہے جس طرح ایک گھڑی میں ہر ایک پرزہ ایک اندازہ پر ہوتا اور اپنا اپنا کام ادا کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں ہر ایک چیز جو پیدا ہوئی ہے وہ ایک اندازہ پر ہے اور اپنی پیدائش کی علت غائی کے مطابق اپنا اپنا کام کر رہی ہے۔ جس طرح گھڑی میں ہر ایک چیز کا اندازہ سے ہونا بنانے والے کی ایک خاص منشاء کو ظاہر کرتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانیوالا کوئی صاحب ارادہ وجود ہے۔ اسی طرح دنیا میں ہر ایک چیز کا ایک خاص اندازہ پر

ہونا بتلاتا ہے کہ اس خلق کا خالق کوئی حکیم مدبر بالارادہ ہستی ہے۔ جس نے ہر چیز کو ایک خاص مقصد سے پیدا کیا ہے۔ پس خدا کی ہستی پر دو عظیم الشان دلیلیں جو اس آیت میں قرآن کریم نے دی ہیں وہ خلق اور تقدیر ہیں۔ اور سچ پوچھو تو دوسری تقدیر والی دلیل نہ ہو تو پہلی دلیل کمزور پڑ جاتی ہے۔ پس تقدیر کا انکار کرنا در اصل دہریت کی طرف قدم اُٹھاتا ہے اور ایک حقیقت کا انکار ہے جس کو ایک سلیم الفطرت انسان کبھی جائز نہیں رکھ سکتا یہیں تک نہیں۔ قرآن مجید نے کھول اور صاف کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

(۲) سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوی ہ والذی قدر فھدی	اپنے رب کے نام کی جو اعلیٰ ہے تسبیح کر جس نے پیدا کیا پھر خوب ٹھیک ٹھاک بنایا اور جس نے ہر ایک چیز کی غرض و غایت کا اندازہ کیا پھر اسکو

اُسی رستہ پر لگایا۔

ان آیات کریمہ میں مخلوق کے متعلق چار چیزوں کا ذکر فرمایا۔ پیدا کیا پھر جو چیز بنائی اُس کو اسکی حیثیت کے مطابق خوب درست بنایا۔ پھر اسکو ٹھیک اندازہ پر بنایا اور اسکے قویٰ کا تناسب وہ قائم کیا کہ جس غرض و غایت کیلئے وہ پیدا ہوئی تھی وہ پوری ہو اور پھر اسکی فطرت کے اندر اپنی علت غائی کے حصول کے لئے ایک میلان رکھا اور باہر سے بھی ایسے اسباب اور ذرائع اسکے لئے مہیا کر دیئے جس سے وہ اپنی منزل مقصود کے شاہ راہ پر چل پڑی۔

مولانا روم صاحب نے بھی اس خیال کے ایک پہلو کو ادا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آں اندر دلش انداختند

قدّر کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز کے پیدا کرتے اور اسکے کیل کانٹے سے درست ہونے کے وقت ایک اندازہ اور غرض و غایت کو مدنظر رکھا گیا۔ اور یہ کہ وہ چیز اس اندازہ سے ادھر اُدھر نہیں ہو سکتی بلکہ جن قوانین کے ماتحت اُسے کام کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ انہی کی فرمانبرداری میں وہ اپنی پیدائش کی غرض و غایت کو حاصل کر سکتی ہے فھدیٰ کے یہ معنی ہیں کہ پھر اُس چیز کو اپنی خلقت کی غرض و غایت کے حصول کے لئے ان قوانین کے ماتحت چلا دیا جن کی فرمانبرداری میں چل کر اس نے اپنی ڈیوٹی یا فرائض کو ادا کرنا ہے +

(۳) اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ جو چیز بھی موجود ہے وہ ایک خاص غرض و غایت کو مدنظر رکھکے ایک خاص اندازہ پر پیدا کی گئی ہے۔ اور اسی اندازہ کے ماتحت اس کا کام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر ان تمام اشیاء کے پیدا کرنے میں ایک خاص منشا کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ پس ضرور تھا کہ اس تمام کائنات عالم میں ہر ایک چیز دوسری سے مختلف ہوتی۔ کیونکہ جب تک ہر ایک جزو ایکدوسرے سے مختلف نہ ہوں۔ مجموعی طور پر اُن کے پیدا کرنے کا کوئی منشا ہی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً انسان کے جسم میں مختلف اعضا آنکھ۔ کان۔ ناک۔ سر۔ دماغ۔ ہاتھ۔ پاؤں بتلاتے ہیں کہ انسانی جسم کے پیدا کرنے میں کوئی منشا مدنظر ہے۔ اگر صرف آنکھیں ہی آنکھیں ہوتیں۔ یا ہاتھ ہی ہاتھ ہوتے تو وہ ایک لغو مجموعہ ہوتا جس کا کوئی مقصد نہیں۔ اسی طرح دنیا میں مختلف مخلوق یا چیزیں ہیں جو اپنی اپنی جگہ اپنا فرض ادا کر رہی ہیں۔ اور ایکدوسرے کیلئے مفید اور ضروری ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ عالم کے بنانیوالے کو اس کل کائنات کے پیدا کرنے میں ایک خاص منشاء مدنظر ہے۔ اگر سب ایک ہی طرح کی مخلوق ہوتی تو وہ ایکدوسرے کیلئے کیا مفید ہو سکتی تھی اور ان کے پیدا کرنے میں کیا منشا مدنظر ہو سکتی تھی۔ مثلاً اگر ہر ایک چیز گھوڑا ہی ہوتی تو وہ تمام گھوڑے ایکدوسرے کیلئے کب مفید ہو سکتے تھے۔ بلکہ وہ اپنی ضروریات زندگی کے موجود نہ ہونے سے ہلاک ہو جاتے۔ اور ان کے پیدا کرنے کی کوئی منشاء بھی نہ ہو سکتی تھی۔ ایک لغو بات ہوتی اسی طرح ایک جنس میں بھی اختلاف مدارج ضروری ہے۔ اگرچہ جنس مذکورہ کے کل افراد کے فرائض ایک ہی ہوں۔ اور ان کے پیدائش کی غرض ایک ہی ہو۔ مگر تاہم جب تک انمیں اختلاف مدارج نہ ہو وہ ایکدوسرے کیلئے مفید نہیں ہو سکتے۔ مثلاً آدمیوں میں اگر سب بادشاہ ہی ہوتے تو وہ سلطنت کس پر کرتا اور اس کے بادشاہ ہونے کا کیا فائدہ تھا۔ یا سب دھوبی ہی ہوتے یا لوہار ہی ہوتے تو ایکدوسرے کیلئے کیا مفید ہو سکتے تھے۔ اور ان کے پیدا ہونے کی غرض پوری ہو سکتی تھی۔ الغرض اختلاف اشیاء اور اختلاف فرائض سے ایک چیز دوسرے کیلئے مفید ہو سکتی ہے۔ ورنہ مخلوق کا پیدا ہونا بالکل ایک عبث فعل ہوتا جس کا کچھ نتیجہ نہ ہوتا۔ پس یہی اختلاف اشیاء اور اختلاف فرائض ہی بتلاتے ہیں۔ کہ اُن کے پیدا کرنیوالے نے انکو فرداً فرداً اور نیز مجموعی طور پر کسی منشاء کے ماتحت پیدا کیا ہے بغیر

اختلاف خواص کے نہ صرف یہ چیزیں عبث اور بیفائدہ ہوتیں بلکہ ایک ہی دائرہ میں حرکت کرنے اور ایک ہی مقصد کے حصول کی کوشش میں ایکدوسری سے ٹکرا کر فنا ہو جاتیں۔ چنانچہ اس امر کو ایک بڑے پیمانہ پر قرآن مجید نے نہایت خوبصورتی سے بیان فرماتا ہے چنانچہ فرمایا ہے:۔

والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم ہ والقمر قدرنه منازل حتى عاد كالعرجون القديم ہ لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار ط وكل في فلك يسبحون ہ

اور آفتاب چل رہا ہے۔ بوجہ اپنے مستقر یعنی مرکز کے جس پر اس کا قرار یعنی مدار ہے یعنی جس طرح آفتاب زمین کیلئے مستقر اور مرکز ہے۔ اسی طرح آفتاب کا بھی کوئی مستقر اور مرکز ہے۔ جسکے گرد اسکی حرکت ہے) یہ اندازہ غالب اور کامل علم والے کا ہے۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں اندازہ سے قائم کی ہیں یہاں تک کہ وہ گھٹ کر کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح نظر آنے لگتا ہے سورج کی یہ طاقت نہیں کہ چاند کو پائے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔ اور ہر ایک چیز دائرہ میں تیر رہی اور چل رہی ہے۔

اسمیں یہ ظاہر فرمایا کہ دیکھو سورج کی بھی ایک گردش ہے جو کسی اپنے مرکز کے گرد ہے (جیسا کہ آج کل علم ہیئت سے ثابت ہے) اور چاند کی بھی زمین کے گرد ایک گردش ہے جو زمین کی گردش پر منحصر ہے۔ یہ گردشیں اس کائنات عالم کے لئے کسقدر مفید اور باعث زندگی ہیں لیکن ان گردشوں کے دائرے اگر مختلف نہ ہوتے تو علاوہ ازیں کہ وہ ایکدوسرے کے لئے مفید نہ ہوتے ضرور تھا کہ سورج اور چاند اور زمین آپس میں ٹکرا کر برباد ہو جاتے سورج کا چاند کو نہ پانا یا رات اور دن کی گردشوں میں فرق نہ آنا اس وجہ سے ہے کہ ہر ایک کی گردش اور چلنے کا دائرہ مختلف ہے +

الغرض دنیا میں تمام چیزیں ایکدوسرے کیلئے تب ہی مفید ہو سکتی تھیں کہ انمیں اختلاف نہ ہوتا اور انکے خواص مختلف ہوتے۔ ورنہ لغو عبث بلکہ آفت ہو جاتیں۔ پس یہ اختلاف کائنات نتیجہ ہے تقدیر کا یعنی اُس اندازہ کا جو ان کے بنانے والے نے انکی پیدائش میں مدنظر رکھا ہے اور یہ نہایت مفید اور بابرکت اور باعث حیات اور راحت ہے۔ گویا تقدیر نہ ہوتی تو ہر ایک چیز کی پیدائش لغو اور انجام ہلاکت ہوتا

مشتہرین کیلئے نادر موقع

رسالہ اشاعت اسلام اردو جو شہرۂ آفاق رسالہ اسلامک ریویو مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان انگریزی کا اردو ترجمہ ہے ہم کو اسے ہندوستانی پبلک سے معرف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بفضلہ تعالیٰ گذشتہ سات سال سے باقاعدہ وقت پر شائع ہوتا رہا ہے اور اس نے سات سال کے قلیل عرصہ میں خاصی ترقی کی ہے۔ مسلم دنیا اس رسالہ کی خصوصیت سے خواہاں ہے اور اسکی خوبصورت جلدیں بندھوا رکھتی ہے۔ اسکی رسائی نوابوں امراء وکلا فضلاء بیرسٹروں لائبریریوں طالبعلموں تک ہے ہندوستان کے علاوہ جاوا سماٹرا چین امریکہ و افریقہ تک اس کا دائرہ اشاعت پھیلا ہوا ہے مشتہرین صاحبان ہمیں اشتہار دیکر امید ہے کہ ضرور فائدہ اٹھائینگے اجرت اشتہار کا نقشہ ذیل میں درج ہے +

انداز صفحہ	ایکبار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
¼ پاؤ صفحہ	۲ روپے	۵ روپے	۹ روپے	۱۵ روپے
½ نصف صفحہ	[illegible]	۱۰ روپے	۱۶ روپے	۳۰ روپے
پورا صفحہ	[illegible]	۲۰ روپے	۳۶ روپے	۵۰ روپے

نوٹ (۱) باقی امورات خط و کتابت سے طے ہو سکتے ہیں (۲) سرورق کے صفحوں کی علیحدہ شرح ہے +

المشتہر۔ مینجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

دو نہایت قیمتی اور دلچسپ سوال

جو ہر خوش نصیب آدمی کو غور اور توجہ کے ساتھ حل کرنے چاہئیں

پہلا

کوئی شخص دنیا میں کامیاب نامور اور بامراد زندگی بسر کر سکتا ہے ؟

دوسرا

کیا میری قسمت کبھی ایسے خوش نصیب لوگوں میں ہے ؟ یا ہو سکتی ہے ؟

اگر جناب کو ان دو سوالوں سے ذرا بھی دلچسپی ہے اور آپ صرف ان اصولوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں جو دنیا کے نامور اور اقبالمندوں کی **کامیاب زندگی** کی جڑھ ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی اپنے اندر ایک بجلی کی سی لہر پیدا کرنی چاہتے ہیں جو جناب کو کامیابی و مرادمندی کی منزل مقصود پر پہنچا سکے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کی موجودہ کاوش و محنت اور سینکڑوں ہزاروں کا صرف زر اسی لئے ہے کہ آپ اپنے ارادہ میں کامیابی اور کمالیت حاصل کریں۔ اگر آپ اپنی زندگی کے آنیوالے سالوں کو کامیابی **عزت و ناموری اور دولت و اقبال** جیسی نعمتوں سے مالا مال بنانا چاہتے ہیں تو آیئے آج اپنے عمر کے چند لمحے **"کتاب ترقی"** کے بغور مطالعہ کرنے میں ہماری سفارش پر ضائع کر ڈالیئے۔ یہ کتاب مشاہرات کی بنا پر ایک عجیب و روح بخش لہجہ میں جناب کو بتائیگی۔ کہ **دنیا میں بڑا بن جانا** دولت و عزت حاصل کر لینا کسی کی میراث یا ملکیت نہیں۔ بلکہ یہ آدمی کے اپنے ہاتھ کے کھیل ہیں۔ اور اگر آپ بھی چاہیں تو صرف چند اصولوں پر چلکر کچھ کا کچھ بن سکتے ہیں نہایت محنت اور ابنائے ملک کی سچی ہمدردی سے لکھی گئی ہے ایک ایک لفظ قیمتی ہے جناب کے صدہا ساتھی ضرور اس سے فائدہ اٹھائینگے آپ بھی اپنی کامیابی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں کتاب کے ملاحظہ سے گذرنے کے بعد آپ ہم سے کہیں زیادہ اسکی قدر کرینگے نہایت موثر اور دلچسپ سات ابواب پر مشتمل لکھائی خوشخط سلیس چھپائی عمدہ کاغذ نفیس خصوصاً جلد بندھی ہوئی قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ پانچ آنہ (عہ ۱۵) اگر منگوانی ہو تو فرمائش جلدی ارسال فرما دیں تا دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ پتہ یہ ہے

حافظ غلام رسول سوداگر کامیابی ڈپو وزیر آباد پنجاب (فرمائش کیساتھ رسالہ ہذا کا حوالہ ضرور دیں)

مسلم اہلپریس کی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا